

ناولز ہب

# تیرا عشق اور جنون

عینا بیگ

ناولز ہب  
Novels Hub

پارٹ ۱

تیز برستی بارش اور بجلی کی آواز پورے شہر میں سنائی دی تھی۔۔۔ گھر کے گارڈن میں کھڑے اس کے گارڈز بھی اپنے کمرے میں مالک کی آواز پر کانپ کر رہ گئے۔۔۔

مجھے معاف کر دو!" وہ جو کوئی بھی تھا اذیت سے چینخ رہا تھا"  
مگر مقابل کھڑی شخصیت اسے معاف کرنے پر راضی نہ تھی۔۔۔  
یہ سزا بہت کم ہے!" وہ کہہ کر شدت پسندی سے مسکرایا۔۔۔"  
جو مزہ اس شخص کو لوگوں کو اذیت دینے میں آتا تھا۔۔۔  
وہ مزہ اسے کہیں نہیں ملا۔۔۔

میں آئندہ نہیں کروں گا ایسا۔۔۔" اس کے ہاتھ رسیوں سے بندھے ہوئے "  
تھے۔۔۔ اذیت میں جکڑا وہ شخص گڑگڑا رہا تھا۔۔۔  
وہ سنگھار میز سے ٹیک لگائے اسے اذیت میں گڑگڑاتا ہوا دیکھ رہا۔۔۔

سوچو اگر میں نے یہ پنکھا کھول دیا تو؟؟؟ "اس کی باتوں میں اذیت تھی۔۔۔"

چونکہ اس شخص نے اسے رسی کے سہارے پنکھے سے الٹا لٹکایا ہوا تھا اسکی یہ بات پر وہ

سہا۔۔

"نہیں ایسا مت کرو خدا را"

سنگھار میز سے ٹیک لگائے شخص نے ٹیبل پر موجود شیشے کے جگ کو زور سے زمین پر

پھینکا۔۔۔

میں نے تمہیں دو دفع وارن کیا تھا۔۔۔!" وہ چیخا۔۔۔"

"!ہاں مانتا ہوں! مجھ سے غلطی ہو گئی"

کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ اس کے قریب آکر رکا۔۔۔

رسی سے جکڑے شخص کا گویا دل حلق میں آگیا تھا۔

اس نے اپنی جیب سے ہاتھ نکالا۔۔۔

مگر وہ ہاتھ خالی نہیں۔۔۔

چمکتے ہوئے خنجر کو دیکھ کر وہ مسکرایا جبکہ مقابل شخصیت ڈر گیا۔۔۔

تم مجھے نہیں مار سکتے!" وہ بنا ڈرے بولا۔۔۔"

اب یہ مت کہنا تمہارے پیچھے کسی بڑے آدمی کا ہاتھ ہے!" اس نے ہنکارہ بھرا۔۔۔"

..ہاں ہے ہاتھ! تمہارا ہاتھ ہے!" امان شاہ "کا" وہ کہہ کر استہزایہ ہنسا"

!" اس کے علاوہ بھی کئی وجوہات ہیں!" اس نے ہنھویں اچکائیں"

ہاں! انہیں وجوہات کے بنا پر امان شاہ مجھے قتل نہیں کر سکتا۔۔۔ کیوں میں اسے اچھی"

"طرح جانتا ہوں! وہ غصہ میں بہت کچھ کر دیتا ہے! مگر پھر اسے پچھتاوا ہوتا ہے

امان شاہ بے ساختہ مسکرایا۔۔۔"

"!کاش تم سے قریبی رشتہ نہ ہوتا تو تم مار دئے جاتے امان شاہ یعنی میرے ہاتھوں"

"!کاش! اب مجھے چھوڑ دو!! اور خنجر مجھ سے دور کرو"

امان شاہ نے اسے بغور دیکھا اور پھر خنجر کو۔۔۔

خنجر سے ایک وار کیا جس سے وہ جکڑا شخص نیچے گر گیا۔۔۔

رسی توڑنے کا یہی طریقہ ملا تھا تمہیں؟" وہ اٹھا اور اپنے بندھے ہاتھ کھولنے لگا۔۔۔"

کاٹی ہے رسی!" امان شاہ سنگھار میز کی طرف مڑا۔۔۔"

جبکہ دوسرا شخص رسی اتار کر اس کی جانب بڑھا۔۔

"اذیت دینے میں مزہ آتا ہے نا تمہیں؟"

امان شاہ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی۔۔ وہ اس کی جانب مڑا۔۔

بلکل! میں جن سے محبت کرتا ہوں! انہیں اذیت دینے کا قائل ہوں!" امان شاہ نے"

لاسٹر جلایا اور آگ پر نظریں مرکوز کیں۔۔

جبھی!" اس نے میز پر خنجر پڑے دیکھا تو جھٹکے سے اسے اٹھانے لگا کہ اچانک امان شاہ"

نے اسے اٹھالیا۔۔

ہوشیاری نہیں!" اس کی گردن پر خنجر رکھ کر اس نے خوفناک چہرے سے اسے"

گھورا۔۔

وہ شخص کر اہا۔۔

"اچھا۔۔ م۔ مجھے چھوڑو۔۔۔ پلیز زرز۔۔۔"

امان شاہ نے جھٹکے سے اسے چھوڑا۔۔۔

تین تک گنوں گا! یہاں رہے تو پتکھے پر الٹا لٹکا دوں گا!" وہ خونخوار نظروں سے گھور کر "بوللا۔۔۔

پھر سے؟" وہ شخص سہا۔۔۔

پھر سے!" وہ کہہ کر ہنسا۔۔۔

وہ شخص الٹے قدموں پیچھے ہوا۔۔۔

ایک "امان شاہ نے گنتی شروع کی۔۔۔

مڑ کر ٹیبل کی جانب آیا۔۔۔

اور جگ سے کانچ کے گلاس میں جو س نکالنے لگا۔۔۔

"!دو"

وہ شخص سہم کر بھاگنے لگا۔۔۔

امان شاہ نے گلاس لبوں سے لگایا۔۔۔

تین!" گنتی گن کر امان شاہ نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔

وہ جاچکا تھا۔۔۔

امان شاہ نے ایک قہقہہ لگایا جسے باہر کھڑے اس کے گارڈز نے بخوبی سنا تھا۔۔

\*-----\*

صبح کا اجالا دھیرے دھیرے پھیل رہا تھا۔

وہ صحن کو عبور کر کے کمرے میں آئی۔۔

بیڈ پر رمشا ہنوز سو رہی تھی۔۔

ایک گہرے سانس لے کر اس نے اسے آواز دی۔۔۔

رمشا اٹھ کے ناشتا کرو۔۔ "ڈھی۔ آواز میں کہتی وہ اپنی الماری کی جانب بڑھی۔۔۔"

ایک چھوٹا سا بیوٹی باکس تھا۔ اس نے لپ اسٹک نکالی اور آئینہ کے سامنے کھڑی ہو کر کہ

اسٹک لگانے لگی۔۔۔

وہ میک اپ کی شیدائی تھی۔۔ لیکن اسے اس سب کی اجازت نہ تھی۔۔۔

یہ تم کیا کر رہی ہو؟؟؟ دلہن بننے کا کچھ زیادہ ہی شوق نہیں ہو گیا ہے تمہیں؟ "رمشا نے"

اٹھتے ہی طنز کرنا شروع کر دیے تھے۔۔۔ خیر یہ تو روز کا معمول تھا۔۔

اٹھ جاؤ اور ناشتہ کر لو۔۔۔!" وہ کہہ کر خاموشی سے برابر سے نکلنے لگی تھی کہ رمشانے " اسے روکا۔۔۔

لپ اسٹک مٹاؤ!" تیز لہجے میں کہتے ہوئے رمشانے سینے پر ہاتھ باندھے۔۔۔" "میں مٹا دوں گی بعد میں!" وہ کہہ کر آگے بڑھنے لگی کہ رمشانے اس کے کلائی زور سے " پکڑی۔۔۔

چھوڑو میرا ہاتھ!" وہ کراہی۔۔۔"

"!! شانزہ ناصریہ مت بھولو کہ اس گھر میں تم سے زیادہ میری چلتی ہے" شانزے کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکلے جس سے اس کے چہرہ تر ہو گیا۔۔۔ مجھے پتا ہے رمشا عرفان! میرا ہاتھ چھوڑو!" وہ تڑپ کر بولی۔۔۔" رمشانے ناگواری سے اس کا ہاتھ جھٹکا اور ڈوپٹہ اٹھا کر باہر کی جانب چلی گئی۔۔۔ شانزہ روتی لب بھینچتی اسکی پشت کو تکنے لگی۔۔۔ انگلیوں کے پوروں سے آنکھیں صاف کر کے وہ اٹھ گئی تھی۔۔۔ اس کے بہانے کوئی نہیں سننے والا تھا۔۔۔



..! حتی کہ اس کا باپ بھی نہیں

\*-----\*

وہ "امان شاہ" تھا۔۔۔ اذیت پسند، شدت پسند۔۔۔! اپنے علاقے کا سب سے بڑا  
"دادا"۔۔۔ وہ جس پر نظر دوڑا تھا وہ شخص کانپ کر رہ جاتا۔۔۔ وہ سیدھا وار نہیں  
کرتا۔۔۔

وہ اپنے نام کا تھا "شاہ"۔۔۔ کتنے لوگوں کو موت کی جانب د کھیل چکا تھا کہ اب وہ یاد بھی  
کرنے بیٹھے تو گنتی بھول جائے۔۔۔

"وہ اپنے علاقے میں ایک نام سے مشہور تھا "مانگر  
وہ سورہا تھا اس کے باوجود اس کے کمرے اور لاؤنج کے باہر کھڑے گارڈز ابھی بھی سہمے  
تھے۔۔۔

ہاں ایک ایسی شخصیت گھر میں موجود تھی جس کو امان شاہ صرف گھوری دے سکتا تھا۔۔۔  
اسکا بھائی! "زمان شاہ"۔۔۔  
وہ اس کا جڑواں بھائی تھا۔۔۔

لیکن

مزاجوں میں زمین آسمان کا فرق تھا۔۔

ماضی کی تلخیاں جتنا امان شاہ کو سخت اور جابر بنا گئیں اتنا ہی نرم اور معصوم زمان شاہ کو بنا  
!گئی تھیں

!محبت دونوں میں اتنی کہ کھانا بھی ایک ہی تھالی میں کھالیں

مگر امان شاہ جس سے محبت کرتا تھا اسے بھی اذیت دینے کا قائل تھا۔

ماضی میں جو ہوا قریب تھا کہ زمان بھی پاگل ہو جاتا۔۔

یا ایسا ہی وحشی بن جاتا۔۔

مگر وہ بھائی کو دیکھ چکا تھا۔۔

وہ بھائی کو چھیڑتا رہتا۔۔

وہی کام کرتا جس سے امان شاہ انکار کرتا۔۔

اور پھر زمان شاہ کو پورا دن صرف سزا ملتی رہتی۔۔

مگر وہ تھا بھی اپنے بھائی کی طرح۔۔

ہر وہ کام پھر سے کرتا جس سے امان شاہ کے حکم خلاف ہو رہی ہوتی۔۔

امان اسے اسکی غلطی پر گھورتا۔۔

زمان شاہ وہی حرکت دوبارہ کرتا۔۔

اس بار امان شاہ اسے وارن کرتا۔۔

اور تیسری دفع وہی غلطی دوڑانے پر اسے اذیت دیتا۔

کہ یہ تو روز کا ہی معمول تھا۔۔

وہ سوتے میں بے چین ہوا۔۔

انہیں مت ماریں۔۔۔ مت ماریں انہیں!" وہ نیند میں چینخنے لگا۔۔

وہ مرجائیں گی!!!! آپ سمجھ کیوں نہیں رہے!" وہ نیند میں اپنے بال نوچنے لگا۔۔ اس"

کی آنکھ اچانک سے کھلی۔۔ اسے ہر جگہ اندھیرہ محسوس ہوا۔۔

وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

زمان!" وہ چینخا۔۔

اسے زمان کے بارے میں عجیب خوف محسوس ہوا۔۔

زمان نے اسکی چینخنے کی آواز سنی تو دوڑتا ہوا کمرے میں آیا۔۔۔

امان کی پوری طرح سے کھلی نہیں تھی۔۔۔

وہ نیند میں اپنے بال نوچ رہا تھا۔۔۔

زمان نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ قابو میں کیا۔۔۔

امان ہوش میں آؤ! "زمان نے اس کا چہرہ اٹھتے پھایا۔۔۔"

وہ مار دیں گے ہمیں! "امان پھر چینخا تھا۔۔۔"

کوئی نہیں مار رہا ہمیں! آنکھیں کھولو!!! جب تک میں ہوں وہ تمہیں ہاتھ نہیں لگا سکتا"

امان! "اسے بھائی کی یہ حالت نہیں دیکھے جارہی تھی۔۔۔"

وہ ہم دونوں کو مار دیں گے! "ایک آنسو جو امان شاہ کی آنکھ سے نکلا تھا۔۔۔ زمان کا دل"

چیر گیا تھا۔۔۔

وہ جو دوسروں کو اذیت دیتا تھا۔۔۔ آج اپنے بھائی کے سامنے آنسو نہ ٹھہر سکے تھے

اسکے۔۔۔

اب ہمیں کوئی چھو بھی نہیں سکتا! "زمان کے یہ کہتے امان شاہ نے آنکھ کھولی۔۔۔"

ایک کرب تھا جو اس کے چہرے پر عیاں تھا۔۔۔  
وہ خود پر ضبط کر کے تھک چکا تھا۔۔۔  
وہ ہمیں اذیت دیں گے! وہ ہم سے ہمارا سب کچھ چھین چکے! اگر انہوں نے ہمیں مار دیا "  
تو؟" وہ دھیمی مگر خوفناک آواز میں بولا۔۔۔  
زمان شاہ نے اسکے بالوں پر انگلیاں پھیریں۔۔۔  
اب ہمیں کوئی نہیں مار سکتا! حتیٰ کہ وہ بھی نہیں۔۔۔ تمہارا آگے کوئی نہیں ٹھہر سکتا "  
امان! تم "امان شاہ" ہو! اور سب جانتے "امان شاہ" کون ہے۔ "امان اسے کچھ دیر یہاں  
اپنے کمرے میں روکنا چاہتا تھا۔۔۔  
زمان مسکرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔  
"ایہی رہو زمان میرے کمرے میں! مجھے خواب بہت تنگ کرتے ہیں "  
اگر امان شاہ سے پوچھا جائے کہ اسے ماضی زیادہ تنگ کرتا ہے یا اس کے خواب؟  
تو وہ یقیناً فیصلہ نہ کر پائے۔۔۔  
زمان شاہ کا بس چلے تو وہ دنیا بھر کی خوشی اپنے بھائی کے آگے لا کر رکھے۔۔۔

زمان شاہ کا دل کسی نے مٹھی میں لیا۔۔۔

میں یہی ہوں! تمہارے پاس! آخر تم سے دس منٹ بڑا ہوں! ہاں وہ بات الگ ہے تم "مجھے ان گنت سزائیں دیتے ہو۔۔۔ مگر ہو تو میرے چھوٹے بھائی! 10 منٹ چھوٹے!" وہ مسکرا کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔

امان نے اپنا سرا سکی ٹانگوں پر رکھا اور آنکھیں موند لیں۔ وہ جانتا تھا کہ ایک دفع زمان شاہ بولنا شروع کرے تو اس کا منہ بند کرنا آسان نہیں ہوتا۔۔۔

زمان اس کے گھنے، سلکی اور کالے پر انگلیاں پھیرنے لگا۔۔۔

تھوڑی ہی دیر میں امان نیند کی وادیوں میں اتر چکا تھا۔۔۔

زمان نے اس کے تکیہ کے نیچے اپنا ہاتھ ڈال کر امان کی پستول نکالی تھی۔۔۔

ہزار دفع کہا ہے تکیہ کے نیچے نہ رکھا کرو لیکن۔۔۔۔ "اس نے امان کو دھیرے سے "

گھور کر بات ادھوری چھوڑی۔۔۔

اس نے وہ پستول اس کی دراز میں ڈال دی اور اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسا کر بستر کی

پشت سے ٹیک لگالی۔۔۔

! آنکھیں موندنے کو دل کیا لیکن پہر اداری پر تو کسی کو آنکھیں کھلی رکھنی ہی تھیں نا

\*-----\*

میں نے تم سے کہا تھا میر ظہیر! مجھے وہ ہر حالت میں چاہئے! "وہ پوری قوت سے چینخا"  
تھا۔۔۔

ظہیر کے قدم لڑکھڑائے۔۔۔

"! دادا میں نے کوشش کی تھی۔۔۔ مگر وہ بھاگ نکلا"

امان نے ہاتھ میں موجود کانچ کا گلاس زمین پر مارا۔۔۔

اب میں کوشش کروں گا اور تم بھاگ نکلو!" امان شاہ نے جیب سے پستول نکالی۔۔۔  
ظہیر کے پسینے چھوٹے۔۔۔

مجھے معاف کر دیں دادا۔۔۔ میں کوشش کروں گا۔۔۔ بس آخری۔۔۔ "وہ امان شاہ"  
کے قدموں میں گرا تھا۔۔۔

میں وارننگ نہیں دیا کرتا ظہیر۔۔۔ میرا پہلا حکم اور بات ہی میری پہلی اور آخری "  
وارننگ ہوتی ہے!" امان نے پستول اس کے سر رکھی۔۔۔

امان! اسے صرف آخری موقع دو! پلیز!" زمان تھوک نکل کر بولا۔۔۔"

تم جانتے ہو مجھے یہ باتیں پسند نہیں!" اس نے دانت پیسے۔۔۔"

"! صرف آخری امان! پلیز"

امان نے اسے غصہ سے دیکھا تھا۔۔۔

ظہیر کھڑا ہوا۔۔۔

امان کے ایک زوردار تھپڑ سے وہ دور جا گرا تھا۔۔۔

امان شاہ زمان کے قریب آیا۔۔۔

یہ آخری بار تھا زمان! آئندہ ایسا نہیں ہو گا تم سے!" وہ اسے وارن کرتا ہوا اوپر

چلا گیا۔۔۔

زمان شاہ نے سکھ کا سانس لیا۔۔۔

! ابھی زمان شاہ کی وارننگ باقی تھیں

امان اسے تین دفع وارننگ دیتا تھا۔۔۔

اور پھر اذیت دیتا تھا۔۔۔



جاؤ باہر جاؤ تم لوگ!" وہ انہیں حکم دیتا تو اوپر چلا گیا۔۔۔"

\*-----\*

مجھے مت مارو خدا را" اس لڑکی نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے۔۔۔"

مگر وہ دانت پر دانت جمائے ہاتھ میں بیلٹ لئے آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔

میں مر جاؤ گی!!!!" وہ لڑکی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔"

"تمہیں میں نے منع کیا تھا نا؟"

اس مرد نے وہ بیلٹ پوری قوت سے ماری۔۔۔

وہ درد کے مارے چینیخی۔۔۔

اس نے اپنے ہونٹوں سے رستے خون کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بے دردی سے ہونٹ اپنے

دانتوں کے نیچے کچل ڈالے تھے۔۔۔

اس نے گردن موڑ کر دیکھا۔۔۔

اسکے 6,7 سال کے بیٹے ڈرے سہمے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔ اس نے تکلیف سے اسے

دیکھا اور پھر اپنے شوہر کو جو ایک بار پھر بیلٹ لئے آگے آ رہا تھا۔۔۔

"!!مت کرو ایسا!!! مجھ پر اور اپنے بچوں پر رحم کرو"

وہ اسے اس کے بچوں کے سامنے مار رہا تھا اس سے زیادہ دکھ، تکلیف اور شرم کی بات اور  
کیا ہوگی۔۔۔

اب وہ سنگھار میز کی جانب بڑھا تھا۔۔۔۔

دراز کھول کر اس نے بلیڈ نکالا اور اس کے قریب شان سے چلتا ہوا آیا۔۔۔۔

اس عورت نے کرب سے آنکھیں میچیں۔۔۔

اس کا ایک بیٹا دوسرے بیٹے کے پیچھے چھپ گیا۔۔۔

اور آگے والا بیٹا اپنے باپ کو بغور دیکھنے لگا۔۔۔

اس لڑکی نے بھاگنا چاہا تو اس نے اسے دیوار سے الٹا کھڑا کر کے اسے کس کر پکڑا۔۔۔

اسکے گدی سے بال اوپر کئے اور اسکے جلد پر بلیڈ پھیرا۔۔۔۔

وہ کچھ لکھ رہا تھا۔۔۔

وہ لڑکی اذیت سے چلائی۔۔۔

اس نے اپنے نام کا پہلا حرف بلیڈ سے لکھ دیا۔

خون بہہ رہا تھا۔۔۔

بلیڈ کو جیب میں رکھ کر اس نے اسکا ہاتھ موڑ کر اپنی جانب کیا۔۔۔

یہ میری محبت کا نشان ہے! زندگی بھر نہیں ہٹے گا!! "وہ درد کے مارے چیخ رہی تھی۔۔۔

اس نے بیلٹ زمین پر پھینکی اور غصہ میں آستیں کے کف فولڈ کر تا باہر چلا گیا۔۔۔

وہ لڑکی جلدی سے اٹھی اور آئینے میں مڑ کر اپنے بال اٹھا کر دیکھنے لگی۔۔۔

ایک لفظ لکھ گیا تھا وہ

ایک حروف

وہ اپنے نام کا پہلا لفظ لکھ گیا تھا۔۔۔

اس نے زخم پر ہاتھ رکھ کر رونا شروع کر دیا تھا۔۔۔

\*-----\*

میں نے کھانا بنا دیا ہے۔۔۔ میں کالج جا رہی ہوں!" وہ کچن سے نکلی اور لاؤنج میں آکر "بیگم کو کندھے پر ڈالنے لگی۔۔۔

دھیان سے جانا! بس آگئی کیا؟!" نفیسہ بیگم نے اس کا چہرہ چوما۔۔۔ "جی ماما!" اس نے مسکرا کر انہیں گلے لگایا۔۔۔

وہ جانے کو پلٹی کہ تن فن کرتی رمشا کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔ تم نے میری کپڑے استری کیوں نہیں کئے؟!" وہ چیخنی تھی۔۔۔ "میں بھول گئی رمشا۔۔۔ ابھی مجھے جانا ہے میری وین آگئی ہے۔۔۔" رمشانے ناگواری سے اسے دیکھا۔۔۔

"یہ کپڑے استری کئے بنا تم نہیں جاؤ گی یہاں سے" نفیسہ بیگم پریشان ہوئیں۔۔۔

رمشا بیٹے مجھے دیدو۔۔۔ اس کی بس کھڑی ہے نیچے!" وہ کپڑے لینے آگے بڑھیں۔۔۔ "تائی جان آپ نہیں! یہ کام اسے ہی کرنا ہو گا۔۔۔ اور ابھی کرنا ہو گا۔۔۔" وہ دانت پیس "کر بولی۔۔۔

شانزہ نے بے بسی سے اسے دیکھا۔۔۔ "جاؤ شانزہ کپڑے استری کرو میں بس والے کو  
رکواتی ہوں!" وہ کپڑے اسکے ہاتھ میں دے باہر کی جانب بھاگی تھیں۔۔  
رمشانے اسے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا تھا۔۔۔  
شانزہ نے بے اختیار نظریں پھیریں۔۔۔  
اس نے کپڑے اٹھائے اور استری اسٹینڈ کی جانب بڑھی۔۔۔

\*-----\*

وہ تیزی سے گھر میں داخل ہوئی اور اپنا پرس اپنی الماری میں چھپایا۔۔۔  
آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے اپنے چہرے کو بغور دیکھتے تھے۔۔۔ چہرے میں  
...موجود زخم جو اس نے میک اپ سے چھپائے تھے  
اما "بچوں کو اس کی موجودگی کا علم ہو گیا تھا۔۔۔ اب وہ چلا کر بھاگتے ہوئے کمرے میں"  
آ رہے تھے۔۔۔

اس نے آئینہ میں اپنے آپ کو دیکھا۔۔۔  
اگر بچوں نے میک اپ دیکھ لیا تو کہیں اس کے سامنے بتانہ دیں۔۔۔

وہ بھاگتی ہوئی واشر و م گئی اور پورا چہرہ صاف کر کے آئی۔۔۔

اما "وہ دونوں اس سے لپٹے تھے۔۔۔"

اس نے مسکرا کر ان کے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔

"کہاں تھے میرے بچے"

اما یہ مجھے تنگ کر رہا تھا۔۔۔ "بیٹے نے دوسرے بیٹے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔"

نہیں اما اس نے مجھے ڈانٹا تھا۔۔۔ "وہ اپنے دوسرے بیٹے کو جانتی تھی۔۔۔"

وہ ایکٹنگ کرنے میں ماہر تھا۔۔۔ اسے ہلکا سا ڈانٹوں تو کسی دوسرے کو ایسا بتاتا کہ سامنے والا بھی ہنس جاتا۔۔۔

آپ نے کچھ غلطی کی ہوگی نا!! "وہ مسکرائی۔۔۔"

نہیں! "وہ چپ ہو کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔"

ماہ نور نے اسے گھورا۔۔۔

اس کی گھوری پر دل کھول کر ہنسا تھا۔۔۔

وہ بھی اس کے گال کھینچ کر ہنس دی۔۔۔

فون کی بپ نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔  
وہ اسے فون سے عجیب خوف محسوس ہوا۔۔۔  
اس کی بیل مستقل بج رہی تھی۔۔۔  
اس کے بچے پیچھے کھیلنے میں مصروف تھے۔۔۔  
وہ دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔  
اتنی دیر میں کال کٹ گئی۔۔۔  
اس کی جان میں جان آئی۔۔۔  
وہ پھر بچوں کی جانب پلٹنے لگی کہ فون پھر بج اٹھا۔۔۔  
اس کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیلیا تھا۔۔۔  
وہ فون کی جانب پہنچی اور نام پڑھا۔۔۔  
اس نے کرب سے آنکھیں میچیں۔۔۔  
اس نے کال اٹھائی اور سسکیاں بھرتے ہوئے کان سے لگایا۔۔۔  
کسی ہو جانم!" وہ مسکرا کر خوشگوار لہجے میں بولا۔۔۔"

ماہی کے حلق میں گویا کانٹا پھنسا تھا۔

اس نے تھوک نگلا۔

دن کے تین بج رہے تھے۔

جواب دو ماہی! "وہ اطمینانی سے بولا۔۔۔"

وہ اطمینان تھا یعنی کوئی بڑی مصیبت تھی۔۔۔

میں ٹھیک ہوں! "ماہ نور نے ماتھے میں آئے پسینے کو صاف کیا۔۔۔ اس کے ہاتھ"

کپکپارے تھے جس کے باعث کان سے فون پھسل رہا تھا۔۔۔

وہ مسکرایا۔۔۔

اور میرا حال نہیں پوچھو گی؟ "وہ شکوہ چند لمحوں میں منہ بسور کر بولا۔۔۔"

"آ۔ آپ ک۔ کیسے ہیں؟"

"! میں ٹھیک ہوں لیکن میرے موڈ کا کچھ نہیں پتا"

ماہ نور سہمی

"کیا مطلب؟ ک۔ کیا ہوا ہے؟"



ماہی!" وہ بے انتہا پیار سے بولا۔۔"

اب یقیناً کچھ برا ہونے والا تھا۔۔

ج۔ج۔جی "وہ ہکلائی۔۔"

کیا ہوا لفظ ٹھیک سے ادا نہیں ہو رہے؟؟؟ "وہ انجان بنا۔۔"

نہیں ایسی بات تو نہیں۔۔۔!" اس سے واقعی اب لفظ ادا نہیں ہو رہے تھے "

آپ ک۔ کہاں ہیں؟ "وہ ہاتھ میں موجود زخم کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔"

وہ ہنسا۔۔

زور سے۔۔

فلک شگاف قہقہہ کہ ماہ نور کو فون کے باہر سے آواز سنائی دی۔۔

وہ سہمی۔۔

جیسے دل حلق میں آگیا ہو۔۔۔

گیراج میں ہوں۔۔۔ گھر کے۔۔۔ کھڑکی سے جھانک کر دیکھو مجھے۔۔۔ "ڈرائیور" کے "ساتھ کھڑا ہوں۔۔۔ سوچا آفس سے آکر خبر تو لوں یہ ڈرائیور آج کیا کہاں تھا۔۔۔" وہ کہہ کر پھر ہنسا۔۔۔

خوف کے مارے اس کے چینخ نکلنے کو تھی مگر اس نے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔ اسے سامنے اپنی موت نظر آرہی تھی۔۔۔

وہ کھڑکی جانب لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ آئی اور ہلکا سا پردہ ہٹا کر دیکھا۔۔۔ وہ نیچے اپنی بی ایم ڈبلیو کے بونٹ پر بایاں ہاتھ رکھ کر کھڑا تھا۔۔۔ فون کندھے کے سہارے کان میں لگایا ہوا تھا۔۔۔ بائیں ہاتھ خنجر تھا جسے وہ اچھال کر پھر ایک ہاتھ سے پکڑ رہا تھا۔۔۔ خنجر خون آلود تھا۔۔۔

زمین پر ڈرائیور کی لاش پڑی تھی۔۔۔ خون سے زمین رنگ چکی تھی۔۔۔ وہ خوف سے چینخی۔۔۔

اس کے شوہر نے جب اسے کھڑکی سے جھانکتے دیکھا تو ہاتھ ہلایا۔۔

خ۔خ۔خون۔۔۔"وہ ہکلائی۔۔۔"

اسے مار دیا میں نے!"وہ مسکرایا۔۔۔"

ماہ نور کے ہاتھ سے فون پھسلا۔۔۔

وہ چیخ کر رونے لگی۔۔۔

اس کا دل پھٹ جانے کو تھا۔۔۔

اسنے پردہ چھوڑا اور وہیں دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔۔۔

تمہیں پتا ہے میں نے اسے کیوں مارا؟"اس نے لہجہ یقیناً سخت تھا۔۔۔"

وہ وہیں گیراج میں ہی تھا۔۔۔

وہ اس کا فون نہیں سننا چاہتی تھی۔۔۔

اس لئے کیونکہ اس نے میرا حکم نہیں مانا۔۔۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ "میری" ماہ نور"

جہاں جانے کو کہے اسے نہ لے کر جائے جب "میری" اجازت نہ ہو! اور وہ تمہیں کبھی

نہیں ملی ہے نا ملے گی۔۔۔! تم جانتی ہونا مجھے تمہارا اپنے بغیر باہر جانا پسند نہیں۔۔۔؟ مگر

اس نے میری بات نہیں سنی۔۔ میری ماہ نور اپنے شوہر کے حکم کے خلاف گئی اور میرا  
ڈرائیور بھی میرے خلاف۔۔۔ وہ تو مر گیا۔۔ میں آپ کے پاس آ رہا ہوں سوئٹ  
ہارٹ۔۔ آپ جانتی آپ کے شوہر کو نہیں پسند کے اس کی بیوی گھر سے باہر قدم رکھے  
اس کے بغیر۔۔ مرنے سے پہلے بتایا تھا ڈرائیور نے! کہ میری زوجہ اپنی دوست سے ملنے  
گئی تھیں! میں تم پر کسی اور مرد کی نگاہیں برداشت نہیں کر سکتا اور تم ڈائریکٹ اپنی  
دوست کے گھر۔۔۔ "اس نے ہنس کر بات ادھوری چھوڑی۔۔۔  
ماہ نور کو موت سامنے نظر آرہی تھی۔۔۔  
آپ۔ م۔ مجھے ماردیں گے؟؟" وہ اٹک کر بولی۔ اس کے الفاظ حلق میں پھنس گئے "  
جیسے۔۔۔  
اس کے شوہر نے چونک کر موبائل دیکھا جس میں سے اسکی بیوی کی آواز آئی تھی اور پھر  
کان سے لگایا۔۔۔  
میں تمہیں کیوں موت کے حوالے کروں گا!! تم میری ہو ماہ نور! تم اور بچے! دونوں "  
میرے ہو! صرف میرے!

"!! میں تمہیں نہیں ماروں گا! میں صرف سزا دوں گا۔۔۔ میں تمہیں اذیت دوں گا  
ماہ نور کے رونے میں روائگی آئی۔۔  
جانم! ایک گیم کھلیں؟" وہ مسکرایا۔۔  
ماہ نور نے جھٹکے سے فون کان میں لگایا۔۔۔ "نہیں مجھے کوئی گیم نہیں کھیلنا۔۔  
ن۔ن۔ نہیں مینو!!۔۔۔ مجھے نہیں۔۔۔ نہیں پلیز زرز" وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔  
نہ میری جان! گیم تو کھیلنا ہو گا۔۔۔ آخر اپنی امپارٹنٹ میٹنگ چھوڑ کر آیا ہوں! تھوڑا گیم"  
بھی ہو جائے۔۔۔ "وہ کھڑکی کی جانب دیکھتا ہوا بولا جس پر پردے ڈھکے تھے۔۔  
نہیں۔۔۔ مینو نہیں کھیلنا مجھے۔۔۔ میرے مینو! مجھے نہیں کھیلنا خدا را۔۔۔ "وہ بھیگتی"  
آنکھوں کے ساتھ بولی۔۔۔  
وہ ہنسا۔۔۔  
ہم کھیلیں گے ہانڈ اینڈ سیک۔۔۔ مزہ بہت آئے گا چھپن چھپائی کھیلنے میں۔۔۔ "وہ جتنا"  
ہنس کر گویا ہوا تھا اتنا کرب سے ماہ نور نے سنا تھا۔۔۔  
مجھ سے غلطی ہو گئی مینو! پلیز زرز معاف کر دو۔۔۔ "وہ روتے میں چلائی۔۔۔"

"!تو سدھار لیتے ہیں نا جانم"

اسی دم وہ چینجی

"نہیں!!!! پلیر!!"

سوئٹ ہارٹ جاؤ جا کر چھپ جاؤ۔۔۔ میں آیا۔۔۔ "اس نے کہہ کر کال کاٹ دی"  
تھی۔۔۔

ماہ نور نے ڈر کو موبائل دور پھینکا۔۔۔

وہ گیراج سے گھر میں داخل ہو چکا تھا۔۔۔

اس نے اس کی آواز سنی تھی۔۔۔

وہ گنتی گن رہا تھا۔۔۔

"ایک"

قریب تھا کہ ماہ نور کا دل پھٹ جاتا۔۔۔

وہ تیزی سے اٹھی اور پردے میں سے جھانک کر ک دیکھنے لگی۔۔۔

وہ لاؤنج میں قدم رکھ چکا تھا۔۔۔

وہ ڈر کر پیچھے ہوئی۔۔۔

وہ کہاں چپے اسے کچھ سمجھ نہ آیا۔۔

اس نے اپنے کھلے بال کھینچ کر پیچھے کئے۔۔۔

دو" اس کی آواز آئی۔۔۔"

بچے سامنے کھلونوں سے کھیل رہے تھے۔۔۔

"!تین"

اس کی آواز پر وہ اور ڈر گئی۔۔۔

اس نے الماری کھولی اور چپھنے کے لیے جگہ دیکھنے لگی۔۔

جگہ نہ ہونے کے باعث وہ اور ڈر گئی۔۔۔

"چار"

وہ دروازے کے سمت آئی اور سیڑھیوں سے نیچے جھانکنے لگی کیونکہ وہ اسے دیکھنا چاہتی

تھی کہ وہ کہاں تک پہنچا۔۔

وہ گراؤنڈ فلور پر تھا۔۔ اس کے ہاتھ میں خنجر تھا۔ اس نے دراز کھول کر خنجر اور پستول اندر رکھی اور چڑے کی بیلٹ نکالی۔۔

ماہ نور کی سانس رکی۔۔

"پانچ"

وہ سرپٹ اندر دوڑی۔۔

کمرے میں گئی لیکن چھپنے کی وہاں کوئی جگہ نہیں تھی۔ بچوں نے اسے دیکھا تھا۔۔ اس کی یہ حالت ان کے سمجھ سے باہر تھی۔۔

وہ بچوں کے پاس آئی اور انہیں پیار کیا

"بابا کو مت بتانا میں کہاں ہوں! بابا پوچھیں گے تو کہنا آپ کو نہیں پتا ماما!"

اس کی آواز گونجی۔۔

"چھ"

وہ پلٹی! اب اس کا رخ دوسرے کمرے کی جانب تھا جہاں وہ اپنا آفس کا کام کرتا تھا۔۔

"سات"



اس کے دونوں بیٹوں نے اسے اس کمرے کی جانب جاتے ہوئے دیکھا۔

ماہ نور اس کی کمپیوٹر ٹیبل کے پیچھے چھپ گئی۔۔۔

آٹھ!" اب وہ سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔"

ماہ نور نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا کہ چیخ نہ نکلے۔۔۔۔

"نو"

اذیت ناک اور دردناک لمحہ تھا۔۔۔

اس نے آنکھیں میچیں۔۔۔

"دس"

"اس کے دس بولتے ہی ماہ نور کو لگا" اب سب ختم

ماہی۔۔۔ کہاں ہو۔!" وہ مسکراتا ہوا گنگنانے کے انداز میں بولا۔۔۔"

ماہ نور کی آواز حلق میں پھنسی۔۔

وہ کمرے میں آیا۔ بچے انجان تھے۔۔ پورے کمرے میں نظر دوڑانے کے بعد وہ بچوں

کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھا۔۔۔

بچے اسے سہم کر دیکھنے لگے۔۔

اس نے بچوں کے ماتھے چومے اور مسکرا کر انہیں دیکھا۔

"اما کہاں ہیں؟"

اس کے ایک بیٹے نے دوسرے کا بازو کھینچا کہ کہیں وہ بتانہ دے۔

جبکہ دوسرا بیٹا اپنے باپ کو بغور دیکھ رہا تھا۔

وہ وہاں ہیں!" اس بچے نے سامنے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔

ماہ نور آواز بخوبی سن سکتی تھی۔

اس کی اس سے پہلے چینیخ نکلتی ماہ نور نے دونوں ہاتھ اپنے منہ پر رکھے۔

اچانک وہ مسکرایا۔

تھینک کیو۔۔ جاؤ کھیلو۔۔ "ان کا ماتھا چومتے وہ اٹھ کر کمرے سے نکلا۔

پہلے بچے نے دوسرے بچے کو ڈانٹا۔

"ماما نے منع کیا تھا۔"

دوسرے بچے نے اسے دیکھا اور کھلونے کے پاس آ بیٹھا۔

بابا کیا ماما کو ماریں گے؟ "وہ بچہ پھر سے اس کی جانب آیا۔۔۔"  
اس نے بھائی کی آواز جیسے سنی ہی نہ ہو۔۔۔  
آؤ گاڑی گاڑی کھیلتے ہیں! "اس نے بات پلٹ دی۔۔۔"  
ہاں چلو! "وہ بچہ بھی بہل گیا۔۔۔"

\*-----\*

پانی سے بھرا جگ اس نے زمان کے اوپر ڈالا تھا۔۔۔  
وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔  
کیا تمہیں نہیں یاد کے تمہیں آفس جانا ہے میرے ساتھ؟ "امان شاہ نے سیکریٹ  
جلائی۔۔۔  
"مجھے کہیں نہیں جانا مجھے سونے دو"  
امان نے اسے گھورا۔۔۔  
اٹھو.. فوراً "وہ چینخا۔۔۔"  
میں نہیں جاؤں گا۔۔۔ "وہ پھر کروٹ بدل گیا۔۔۔"

میں وارن کر رہا ہوں!" امان کہہ کر پر سکوں ہوا۔۔  
زمان ٹھٹھکا

"اس کے بعد؟؟؟"

امان شاہ نے ایک کش لیا۔۔۔

"تم جانتے ہو۔۔۔"

مجھے اذیت دو گے؟" زمان بنا ڈرے بولا۔۔

امان شاہ نے اسے بغور دیکھا۔۔۔

نہیں دینا چاہتا جی کہہ رہا ہوں چلو۔۔۔! فوراً۔۔" وہی کہہ کر پلٹا۔۔۔

میں بعد میں آ جاؤنگا۔۔۔" زمان نے کہہ کر آنکھیں موندیں۔۔۔

امان شاہ نے اسے سخت لہجے میں دیکھا اور کمرے سے نکلا۔۔

زمان کا خون خشک ہوا۔۔۔

وہ سکوں سے تھا اور یہی بے سکونی تھی۔۔۔

میں آ رہا ہوں!" اس نے بلند آواز میں اس سے کہا۔۔۔

امان نے پلٹ کر اسے دیکھا۔

تھینک یو فارس سیونگ مائی ٹائم۔۔!" جان لیوی مسکراہٹ کے ساتھ وہ باہر کی جانب " ہولیا۔۔۔

\*-----\*

چچی آپ نے ٹھیک نہیں کیا یہ۔۔" فاطمہ ماتھے پر بل ڈال کر بولی۔۔۔" تم جانتی ہو اس گھر میں میری نہیں چلتی۔۔" ونفیسک بیگم بستر کی چادر تہہ کرتی ہوئی " بولیں۔۔

فاطمہ بیڈ پر بیٹھی۔۔

اوپر تک آواز آئی تھی رمشا کی۔۔ ممانے کہا کہ میں دیکھ آؤں! کیا تماشا کر رہی تھیں یہ محترمہ؟" فاطمہ نے بنھویں اچکائیں۔۔

بھابھی کیسی ہیں؟ "

انہوں نے بات بدلی

ٹھیک ہیں چچی وہ۔۔۔" اس نے اٹھ کر نفیسہ بیگم کے ہاتھ سے چادر لی اور خود تہہ کر کے  
الماری میں رکھنے لگیں

آپ بیٹھ جائیں میں کر دیتی ہوں۔۔۔"  
وہ بستر پر بیٹھ گئیں۔۔۔

تم کالج نہیں گئی؟" وہ تسبیح گھماتے ہوئے بولیں۔۔۔"

"نہیں آج چھٹی کر لی۔۔۔ میں نے بتا دیا تھا کل شانزہ کو۔۔۔"  
نفیسہ مسکرائیں۔۔۔

ہاں اس کے جانے کا دل بھی نہیں کر رہا تھا۔۔۔ شاید اسی وجہ سے۔۔۔ دونوں ساتھ  
"رہتے ہونا تو بور نہیں ہوتے ہو گے۔۔۔"  
فاطمہ مسکرائی۔۔۔

"!ہاں جی۔۔۔"

گھر میں سکون تھا۔۔۔ رمشا جو سو رہی تھی۔۔۔

\*-----\*

وہ اس کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

سوئٹ ہارٹ! "وہ جانتا تھا وہ ٹیبل کے پیچھے چپھی ہوئی ہے۔۔۔"

مگر پھر بھی انجان رہا۔۔۔

کہاں ہو۔۔۔ سامنے آؤ! "وہ جان بوجھ کر دوسرے جگہ ڈھونڈنے لگا۔۔۔"

ہاتھ میں موجود چمڑے کا پٹا اس نے صحیح سے پکڑا۔۔۔

مجھے پتا ہے میں تمہیں ڈھونڈ لوں گا۔۔۔! "وہ آہستہ قدم اٹھاتا ٹیبل کے قریب آ رہا"

تھا۔۔۔

ماہ نور کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔

محبت کرنے والے ہمیشہ نظروں کے سامنے ہی ہوتے ہیں! ہاں کبھی کبھی آپ محبوب کی"

خلاف ورزی کر جاتے ہیں لیکن سدھارنا تو میں جانتا ہوں نا۔۔۔ میری محبت صرف میری

ہی ہے۔۔۔ جو اس پر نظر بھی دوڑائے گا اس کی آنکھیں نوچ لوں گا میں۔۔۔ سامنے آؤ

سوئٹ ہارٹ۔۔۔ "وہ ماہ نور کی جانب بڑھا۔۔۔

ماہ نور کا دل چاہا کہ اسے موت آ جائے۔۔۔

اس نے ماہ نور کو کھینچ کر اٹھایا۔۔

ڈھونڈ لیا تمہیں! لگتا ہے ہانڈ اینڈ سیک بھول گئی ہو۔۔۔ یہ جگہ بھی چپھنے کی تھی "

بھلا۔۔ "مسکراتے ہوئے اس نے اسے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔۔

ماہ نور کی جیسے سانس رکی۔۔ وہ جان نہ پائی کہ اس کے شوہر کے ہاتھ کی گرفت چمڑے کے بیلٹ پر مضبوط ہو چکی تھی۔۔

\*-----\*

اس نے اس کا چہرہ ادبوجا۔۔

وہ کراہی۔۔ اس نے اپنے آپ کو چھڑانا چاہا لیکن گرفت مضبوط تھی۔۔ اس کا لہجہ پل بھر میں بدلا۔۔

سختی کے ساتھ اس نے اسے دیوار سے لگایا۔۔

مینو! "وہ درد سے چلائی۔۔

ہر وہ کام کیوں کرتی ہو جس سے میں منع کرتا ہوں! "وہ دانت پیس کر بولا۔۔



ماہ نور نے دور ہٹنا چاہا۔ اس نے اسے دھکا دیا۔ وہ دیوار پر لگی۔ منہاج نے بیلٹ کو سختی سے پکڑ کر پوری قوت سے اسے مارا تھا۔  
وہ درد سے حلق کے بل چلائی تھی۔۔  
بچے ماں کی آواز پر ڈر کر اس کمرے آئے تھے۔۔  
ڈرے سہمے وہ اپنی ماں اور باپ کو دیکھ رہے تھے۔۔  
منہاج اسے اس وقت تک مارتا رہا جب تک وہ نیم بے ہوش نہیں ہو گئی۔۔  
بچے رونے لگے تھے۔۔  
وہ زمین پر بے سدھ تڑپ رہی تھی۔۔  
جب مار مار کر تھک گیا تو بیلٹ غصے سے زمین پر۔ پھینک کر باہر چلا گیا۔۔  
وہ بچے بہت زیادہ رونے لگے تھے۔۔  
وہ جو نیم بے ہوشی کی حالت میں تھی بچوں کی آوازوں پر اٹھ کر بیٹھی۔۔  
اس نے بچوں کو مسکرا کر دیکھا۔۔

درد تھا جو اس کی مسکراہٹ کے پیچھے چھپا تھا۔ مگر کبھی کبھی آپ کو مسکرانا پڑتا ہے کیونکہ آپ مجبور ہو جاتے ہو۔ وہ اپنے بچوں کو ان کے باپ کی طرح نہیں بنانا چاہتی تھی۔۔۔

اس نے لبوں پر مسکراہٹ سجائی رکھی۔۔۔  
وہ بچے روتے ہوئے ماں کی طرف آئے۔۔۔  
اس کا پورا جسم درد کر رہا تھا۔۔۔

اس نے ایک کو اپنے دائیں جانب اور دوسرے کو اپنے بائیں بٹھایا۔۔۔  
بابا نے مارا نا آپ کو؟ آپ کو درد ہوا ہو گا نا؟؟ "وہ ہچکیوں سے رویا۔۔۔"  
ماہ نور کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ گئے۔ کیا وقت تھا کہ بیٹے ماں کو مار کھاتا دیکھ رہا تھا۔۔۔

میں بابا کو مار دوں گا! "دوسرے بیٹے نے جذباتیت میں کہا۔۔۔"  
وہ دونوں محض چھ سال کے تھے۔۔۔  
! وہ جانتی تھی ابھی چھوٹے ہیں اس لئے یہ باتیں کر رہے ہیں

ماما کو بھی کچھ بولنا ہے!" وہ یہ کہہ کر ان دونوں کو دیکھنے لگی۔ ایک بیٹے نے اس کی آنکھوں سے آنسو صاف کئے۔

کبھی بابا کی طرح مت بننا! کبھی بھی۔۔ لڑکیوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ اللہ گناہ دیتا ہے۔۔ اس نے ابھی بات مکمل نہیں کی تھی کہ ایک بیٹے نے بات کاٹی۔

بابا نے گناہ کیا ہے؟ اللہ انہیں دوزخ میں ڈالے گا ناما! میں اللہ میاں سے دعا کروں گا۔ میں انہیں کیوں گا بابا کو دوزخ میں ڈال دے۔ اور انہوں نے آپ کو چھڑی سے یہاں کاٹا تھا نا آپ کو۔۔ اس نے اپنی ماں کو پیچھے سے بال اٹھا کر دیکھا۔ وہ چھڑی نہیں بلیڈ تھا۔ اب وہ اس چھوٹے سے بچے کو کیا بتاتی؟

کیوں لکھا ہے ماما؟؟؟" دوسرے بیٹے نے ماں کا چہرہ اپنی جانب موڑا۔ M یہ

سے آتا ہے نا۔۔؟؟" اس نے بات ٹالنا چاہی۔ M میرا نام

سے آتا ہے ناما۔۔ اس نے آنکھیں پٹیٹائیں۔ M بابا کا بھی

وہ جواب نہ دے پائی۔

آؤ بھوک لگی ہوگی تم لوگوں کو کچھ کھلاؤں۔۔ درد پر قابو پاتے ہوئے وہ اٹھی۔

وہ درد جو اس کے جسم پر تھا۔

وہ درد جو اس کی روح کو چھلنی کر گیا تھا۔

\*-----\*

صبح کے دس بجے تھے۔ زمان فریش ہو کر نیچے آیا۔ آستین کے کف گولڈ لرتا وہ ڈاننگ ٹیبل کے بیٹھا۔ باورچی نے اس کا ناشتہ لگایا۔

بھائی کہاں ہیں؟" ماتھے پر بل ڈال کر اس نے باورچی سے پوچھا۔۔۔"

دادا وہ تو سو رہے ہیں۔" وہ کہہ کر کچن میں واپس چلا گیا۔ اس نے گارڈ کو آواز دی۔"

ظہیر۔ بھائی کو جا کر اٹھا آؤ۔" چائے کا کپ لبوں سے لگاتے ہوئے اس نے حکم دیا۔۔۔"

جتنے میں ظہیر آیا اتنے میں وہ ناشتہ ختم کر چکا تھا۔ اب وہ چائے کے گھونٹ لے رہا تھا۔

"جی دادا۔"

"بھائی کو اٹھا آؤ۔"

ظہیر کے چہرے پر خوف طاری ہوا۔ زمان نے اس کا چہرہ بغور دیکھا تھا۔

تمہیں کس سے ڈر لگ رہا ہے اب؟ "زمان نے اسے گھورا۔ ظہیر نے رونی صورت بنائی۔

کیا ہوا کچھ بکو؟ "زمان کی آواز بلند ہوئی۔"

زمان دادا۔ میں اپنی موت کو دعوت نہیں دینا چاہتا!" وہ لب بھینچ کر بولا۔

تم میرے بھائی کو اتنا برا کہہ رہے ہو۔۔۔ اب تو یہ بات بھائی کو بتانا پرگی "زمان نے دل پر ہاتھ رکھا۔

!وہ بچپن سے ہی ڈرامہ تھا۔ ظہیر کی تو یہ حالت کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں

ن۔ نہیں دادا میرا یہ مطلب نہیں تھا دادا۔۔۔ آ۔ آپ غلط سمجھے ہیں۔ اماں دادا کو کچھ

"!نہیں بتائے گا۔۔۔ خدارا

زمان ہنسا۔

بھائی کے نام پر تم لوگ کانپ کے رہ جاتے ہو میرے نام پر کچھ نہیں ہوتا کیا۔؟ "وہ گھور کر بولا۔

نہیں دادا ان سے خوف آتا ہے۔ وہ جسم پر گولیاں اتارنے کے لئے لمحے بھر کو بھی نہیں سوچتے۔ "اس کے چہرے سے خوف ٹپک رہا تھا۔۔۔  
زمان نے آخری گھونٹ بھر کر اٹھ کھڑا ہوا۔  
شہنواز۔۔ بھائی کو اٹھا آؤ۔۔ اور یہ گن کہیں رکھ جانا ورنہ اسی گن سے تمہیں اڑادیں"  
"گے۔"

دادا ابھی تو 10:30 ہوئے ہیں۔ دادا وہ 11 بجے اٹھتے ہیں۔ "شہنواز کی حالت بھی خراب ہوئی۔"

وہ کچھ کہیں تو کہہ دینا کہ زمان نے اٹھوایا ہے "زمان نے غصہ ہوا۔"  
دادا اس دن بھی اسلم نے اٹھا دیا تھا۔ اب بے چارہ لنگر اکر چل رہا ہے۔ "شہنواز نے"  
میسنی صورت بنائی۔

زمان نے دونوں کو گھورا۔  
جاؤ ڈیوٹی پر "زمان نے حکم دیا۔"  
وہ خود ہی اب امان کے کمرے میں داخل ہوا۔

ایئر کنڈشنر کی ہوا خون جمانے کے لئے کافی تھی۔  
زمان نے رموٹ اٹھایا اور ایئر کنڈشنر آہستہ کیا۔  
اتنا تیز اے سی کر کے سوتا ہے جیسے گھر اس کے باپ کا ہے! "وہ بڑبڑایا۔"  
خیر گھر باپ کا ہی ہے۔۔ ایک تلخ حقیقت۔ "وہ طنزیہ مسکرایا۔ کمرے میں انھیرا کئے"  
اور منہ تکیہ کے نیچے رکھے ہوئے وہ گہری نیند میں تھا۔  
امان۔۔ اٹھو۔۔ "وہ ایک آواز دیتے ہوئے اس کی الماری کی طرف آیا۔ اس نے پلٹ"  
کر امان کو دیکھا جو ٹس سے مس نہ ہوا تھا۔ اس نے الماری کا پٹ دھیان سے کھولا۔ اس  
کے تمام کپڑے ترتیب سے ہینگ تھے۔ اس نے الماری کی دراز کھولی۔۔ اور بس وہی  
خوفناک لمحہ تھا۔۔ وہ خوف سے چینخا۔۔ امان اس کی آواز سے جھٹکے سے اٹھا۔  
کیا ہوا؟ "اس نے بھنویں اچکا کر حیرت سے پوچھا۔ زمان کے چہرے پر درد عیاں تھا۔"  
وہ! "زمان نے الماری کی دراز کی طرف اشارہ کیا۔ امان نے اس کے دئے گئے"  
اشارے کا پیچھا کیا۔ امان کے چہرے کا رنگ اڑا۔  
بند کرو الماری "وہ چینخا۔ زمان کو اس کی بات سمجھ نہ آئی۔۔"

یہ کیا ہے امان شاہ؟؟ "وہ اس سے زیادہ چینخا تھا۔ امان بیڈ سے اٹھا اور الماری کو لاک " لگانے لگا۔ آئینہ الماری میری اجازت کے بنا مت کھولنا۔ " وہ سختی سے کہہ کر پلٹا۔ چابی دو امان مجھے۔ " وہ چینخا۔ امان نے ناگواری سے اسے دیکھا۔ " کمرے سے باہر جاؤ زمان " وہ تیز لہجے میں گویا ہوا۔ " زمان تیزی سے اس کی جانب بڑھا اور اس کے ہاتھ سے چابی لینی چاہی، لیکن امان نے اسے دکھا دے کر دیوار سے لگایا۔ میرے کام میں دخل اندازی مت کرنا زمان۔ ورنہ میں بھول جاؤ گا کہ تم کون ہو " میرے! " وہ سختی سے وارن کر تا چابی جیب رکھ گیا۔ زمان نے لب بھینے۔ اب تم غلطی پر ہو! " زمان نے انگلی اٹھا کر کہا۔ " امان نے جواب دینا مناسب نہ سمجھا۔ تمہیں سمجھ کیوں نہیں آرہی! " اس کا جواب نہ پا کر وہ پوری قوت سے چینخا۔ " مجھے سمجھانے کی کوشش مت کرو! اور مجھے پر آئینہ مت چینخنا! " امان اسے گھورتا ہوا " وہاں سے جانے لگا۔ "



اسے اتنا سنبھال کر کیوں رکھا ہے؟؟ "وہ دھاڑا۔"

"تمہارے کام کا نہیں ہے۔۔! اس سے دور رہو۔۔"

ہاں مانا ماضی کی یادیں ہمیں چھلنی کر گئی مگر۔۔ "زمان بات ادھوری چھوڑ گیا۔"  
درد سے کرب سے۔

مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی "اماں پر ایک ناراض نگاہ ڈال کر وہ مڑا۔"  
جس خدشے سے ان کی ماں ڈرتی رہی اور اس سمندر میں ایک بیٹا پوری طرح غرق ہو چکا  
تھا۔۔

\*-----\*

میں نے لے لی ہے کلاس شانزہ "شانزہ جو فکر مندی سے اس کا ہی انتظار کر رہی تھی اسے"  
گھور کر رہ گئی۔

گھر چلو جلدی۔ میرے تو ٹانگوں میں اتنا درد ہو گیا ہے۔ "وہ تھکی تھکی سی بولی۔"  
ہاں میرا چھوٹا سا بچہ۔ آجا۔ "فاطمہ نے اس کے گلے میں ہاتھ ڈال کر چلنے لگی۔"  
میں بچی نہیں ہوں۔۔ اور اگر میں بچی ہوں نا تو تم بھی بچی ہو۔ "شانزہ نے منہ بنایا۔"

ہاہا۔ چلو تمہیں چاٹ کھلاتی ہوں۔ امی سے پیسے کائی ہوں میں آج۔ "اس نے خوشی" بولا۔

تائی جان سے بولوں گی تمہیں ذرا کم دیا کریں پیسے۔ "شانزہ نے انہیں چھیڑا۔" اتنے سے تو ملتے ہیں! یہ بھی بند کر دو تم میرے!" فاطمہ معصومیت سے بولی۔ "ہاہا بس کر دو"

فاطمہ مسکرائی پھر بولی۔

"تمہیں کتنے ملتے ہیں روز کالج کے؟"

سوروپے!" شانزہ سرسری نظر ڈال کر بولی۔

"اور رمشا کو یونی کے کتنے ملتے ہیں؟"

"تین سو"

فاطمہ نے حیرت سے دیکھا۔

"اتنے زیادہ کیوں؟"

پتا نہیں۔ بابا دیتے ہیں!" شانزہ کے لب بول کر خاموش ہوئے۔

فاطمہ نے اپنے چہرے کے زاویہ بگاڑے۔  
مجھے سمجھ نہیں آتا ناصر چاچا کا! سگی بیٹی تم ہو مگر تم سے زیادہ پیار بھائی کی بیٹی سے کرتے ہیں

کیا کر سکتے ہیں اور.. چھوڑو مجھے چاٹ کھلاؤ!" اس نے بات بدل دی۔۔  
آجا۔۔" وہ اسے کھینچتی ہوئی ٹھیلے تک لے جانے لگی۔

-----\*-----\*-----\*-----\*

دادا عمران مر گیا۔ "اسلم بھاگتا ہوا آیا تھا۔ امان نے سخت لہجے لئے بنو ھیں اچکا کر پوچھا۔  
کیسے مرا؟" ایک ہاتھ کوٹ کی جیب میں اور ایک ہاتھ میں فون پکڑے وہ ماتھے پر بل  
ڈال کر وہ پوچھ رہا تھا۔

ہاشم دادا نے اسے شوٹ کر دیا ہے۔۔!" اسلم نے معلومات دی۔ امان شاہ کے چہرے پر  
حیرت کے تاثرات ابھرے۔  
"اس سے کیا دشمنی تھی ہاشم کی؟"

دادا کوئی جھگڑا تھا۔۔ عمران نے فجر نامی لڑکی کو اغوا کر دیا تھا۔۔ "وہ مؤدب کھڑا سکی"

معلومات میں اضافہ کر رہا تھا۔

فجر؟ "امان نا سمجھی میں بولا"

"!ہاشم کی بیوی۔۔"

اوہ! "امان سمجھ آنے انداز میں بولا۔"

"!جی دادا"

اچھا ہوا مر گیا۔۔ ورنہ میں خود ہی موت کے گھاٹ اتار دیتا۔۔ "وہ ہنکارا بھر کر بولا۔۔"

زمان پیچھے بیٹھا چائے پی رہا تھا۔ اسے ان باتوں سے دلچسپی نہیں تھی۔۔ وہ ویسے ہی خفا

تھا۔۔ اسلئے اگنور کر رہا تھا۔۔

میں جاؤں دادا؟ "اسلم نے اجازت مانگی۔۔"

میں نے کہا جانے کو؟ "امان نے سختی سے کہا۔۔"

وہ سہا۔۔ اور چپ کر کے کھڑا رہا۔۔

زمان چلو۔۔ ایک شخص سے ملانا ہے تمہیں۔۔۔ "وہ موبائل نظریں مرکوز کئے بولا"  
تھا۔۔

زمان نے توجہ نہیں دی۔۔  
امان نے اس کا جواب پا کر سراٹھایا۔  
"زمان؟"

زمان نے پھر سے توجہ نہ دی۔۔  
امان کو علم تھا کہ وہ اس سے خفا ہے۔۔  
اسے کچھ لمحے تکنے کے بعد اس نے میز سے چابی اٹھائی اور گارڈز کو کہتا ہوا باہر نکلا۔۔  
"اسے اٹھا گاڑی میں ڈالو۔۔۔"

زمان نے ششدر ہوتے اسے دیکھا۔۔  
مجھے کسی شخص سے نہیں ملنا۔۔ "اس نے کہہ کر رخ موڑا۔۔"  
مگر امان شاہ نے اسے ذرا توجہ نہ دی بلکہ گارڈز ہر چلایا۔۔  
بہرے ہو تم لوگ؟ سمجھ نہیں آئی ایک بات میں؟ "وہ دھاڑا۔۔۔"

وہ سہمے اور زمان کی جانب بڑھے۔۔۔

وہ چینختارہ گیا مگر امان شاہ کے کان میں جوں نہ رینگے۔۔۔

\*-----\*

تم دیکھنا علیہ حسن میں کرتی کیا ہوں شانزہ کے ساتھ "رمشا نے ہنس کر علیہ کو تالی " ماری۔۔

علیہ نے بھی قہقہہ لگایا۔۔۔

وہ یونی کی کینٹین میں بیٹھے تھے۔

تم ٹھیک نہیں کر رہی ہو رمشا۔ دیکھو اس نے بگاڑا کیا ہے تمہارا۔۔ "لا بے نے رمشا کو سمجھانے کی کوشش کی۔

کچھ کہہ کر تو دکھائے وہ مجھے۔۔۔ تایا کو ایک سے چار لگا کر بتاؤں گی۔۔۔ وہ ویسے بھی "

میری ہی سنتے ہیں! اور بے چاری ان سے ڈانٹ ہی کھاتی رہتی ہے! "اس کا قہقہہ بلند ہوا۔ علیہ نے بھی اس کا ساتھ دیا۔۔۔

تم جانتی نہیں ہو لا بے شیراز وہ جتنی معصوم دکھتی ہے نا اتنی ہے نہیں! "وہ پھر ہنسی۔۔۔"

لائبہ نے ناگواری سے منہ پھیرا۔۔۔

وہ اس سب میں صرف اپنی دوست کو سمجھا ہی سکتی تھی

\*-----\*

یہ لیں بابا میں نے آپ کے کپڑے استری کر دئے "اس نے مسکرا کر ناصر صاحب کو دیکھا اور کپڑے پیش کئے۔

ناصر صاحب نے سرسری نظر اس پر ڈالی اور سنجیدگی سے بولے۔  
"رکھ دو وہاں۔"

شانزہ کا دل مرجھا گیا۔ وہ لاؤنج میں موجود صوفے پر بیٹھ گئے اور ٹی وی کھول کر دیکھنے لگے۔۔۔

وہ انہیں دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔

تایا ابو۔۔ "رمشا سوکراٹھی تھی۔"

ہائے میرا بچہ اٹھ گیا؟ آ جاؤ تایا ابو کے پاس۔۔۔" ناصر صاحب مسکرائے تھے اور اسے "پاس بٹھایا تھا۔۔۔"

شانزہ کے حلق میں آنسوؤں کا گولا پنہسا تھا۔۔۔

شانزہ میرے لئے ناشتہ بنا لاؤ!" رمشا حکم دیتی ناصر صاحب کے کندھے پر سر رکھ گئی۔۔۔

ہاں جاؤ شانزہ میری بیٹی کے لئے ناشتہ بناؤ!" ناصر صاحب نے پلٹ کر بھی اسے نہ دیکھا "تھا۔۔۔"

شانزہ پلٹ گئی۔۔۔

آنکھیں رو رہی تھی۔۔۔

اور دل پھٹ رہا تھا۔۔۔

باپ اس کا تھا لیکن ایک لفظ محبت منہ سے نہ نکلا اب تک۔۔۔

وہ آنکھیں رگڑتی چو لہا جلانے لگی۔۔۔



منٹ میں اس نے اس کے سامنے ناشتہ رکھا۔ اور کالج کے لئے تیار ہونے 10,15 لگی۔۔۔

تقریباً آدھے گھنٹے میں فاطمہ غصہ میں نیچے اتری تھی۔

تم ابھی تک تیار نہیں ہوئی؟؟؟" وہ دونوں ہاتھ کمرے پر ٹکائے بولی۔۔۔

بس اسکارف پہن رہی ہوں!" اس نے اسکارف پر پن لگائی۔۔۔

چلو جلدی آجاؤ!" فاطمہ نے ایک ہاتھ سے اسکا بیگ پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اسے کھینچتے ہوئے باہر کی جانب لے جانے لگی۔۔۔  
... اور وہ بس "دو منٹ دو منٹ" کرتی رہ گئی

\*-----\*

ڈرائونگ سیٹ پر امان تھا۔۔ جبکہ اس کے برابر زمان بھنا بیٹھا تھا۔ امان نے ایک نظر اسے دیکھا اور پیچھے سے پانی کی بوتل اسکی طرف بڑھائی جبکہ ایک ہاتھ وہ ڈرائونگ کر رہا تھا۔۔۔

زمان نے اسے دیکھا اور منہ بنایا۔۔۔

رکھ دو اسے جہاں سے اٹھایا تھا۔ کہیں اس میں تم نے زہر نہ ملایا ہو!" اسنے نظریں پھیریں۔۔۔

امان شاہ بے ہوشی اور نیند کی دواملا سکتا ہے مگر زہر نہیں ملا سکتا زمان شاہ کے لئے۔۔۔"

امان سنجیدگی سے کہتا ہوا اس کی گود میں بوتل پھینکی۔۔

رکھو مجھے نہیں چاہئے یہ پانی کی بوتل!" اس نے بوتل اٹھا کر اس کی جانب بڑھائی۔۔۔"

امان نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔

میں نے کہا پکڑو مجھے نہیں چاہئے بوتل!" وہ ہاتھ اس کی طرف یو نہی بڑھایا ہوا تھا۔۔"

امان نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔ زمان کو کوئی فرق نہیں پڑا۔۔

میں نے کہا پکڑو بوتل کو! مجھے نہیں چاہئے!" وہ پھر بولا۔۔۔"

ایکٹنگ ذرا کم کرو زمان۔۔۔ رکھ دو بونٹ پر۔۔۔ اسٹینشن سیکر۔۔۔" وہ کہہ کر پھر آگے دیکھنے لگا۔

گاڑا بپل پر چل رہی تھی۔

زمان نے اپنے چہرے کے زاویہ خوفناک حد تک بگاڑے اور زور سے بونٹ پر بوتل رکھی۔

امان شاہ نے جھٹکے سے گاڑی روکی۔ سیٹ بیلٹ اتاری اور گھوم کر اس کی طرف آیا۔ آرام سے دروازہ کھولا۔

زمان سمجھا منزل آگئی۔ وہ اتر گیا۔

یہاں کون ملنے آنے والا تھا؟ "زمان ماتھے پر بل ڈال کر چاروں طرف نظر دوڑانے لگا۔" امان واپس ڈرواؤنگ سیٹ پر آ بیٹھا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ زمان نے پلٹ کر دیکھا تو وہ گاڑی آگے بڑھا چکا تھا۔۔۔ یہ پہلی بار نہیں تھا۔ وہ جب بھی امان کو یو نہی تنگ کرتا وہ اسے ایسے ہی گاڑی سے اتار دیا کرتا تھا۔ مگر اس باری میں فرق صرف اتنا تھا کہ زمان نے چلا چلا کر اسے روکنا نہیں چاہا تھا۔۔۔ وہ یہ جانتا تھا کہ وہ اپنے بھائی کو تنہا کہیں چھوڑ کر نہیں جاسکتا۔ وہ خاموش رہا۔ زمان شاہ جانتا تھا کہ امان خود ہی رکے گا۔ وہ پل کے کنارے آیا اور دیوار سے نیچے جھانکنے لگا۔

نیچے ندی تھی۔ زمان اچک کر دیوار پر بیٹھ گیا۔

امان نے بیک مرر سے اسے دیکھا! وہ چلا نہیں رہا تھا۔ اس بار زمان واقعی خاموش تھا۔ امان نے گاڑی کی رفتار آہستہ کی۔ زمان نے ترچھی نگاہ سے اسکی گاڑی دیکھی اور دیوار پر کھڑا ہو گیا۔ اب صورتحال کچھ ایسی تھی کہ زمان کے قدم اگر ذرا سے بھی ڈگمگاتے تو ندی میں گر جاتا۔ اس کی اس حرکت پر امان کے دل میں خوف پیدا ہوا۔ زمان اس کے بارے ٹھیک کہتا تھا کہ وہ غصے میں بہت کچھ کر دیتا ہے اور اسکے پچھتاؤں کے گھڑے میں گر جاتا ہے۔ اب زمان اسے دکھانے کے لئے جان بوجھ کر آگے پیچھے ہو رہا تھا۔ امان نے اسے بیک مرر سے گھورا اور تیزی سے گاڑی ریورس کی اور اس کے برابر روکی۔

گاڑی سے وہ تیزی سے نکلا تھا اور اس کا بازو پکڑ کر اسے کھینچا۔ زمان جانتا تھا۔ "چھوڑو میرا ہاتھ! مجھے نہیں جانا امان۔!" وہ واقعی ڈرامہ کوئن تھا۔ امان نے اسے پکڑ کر گھسیٹا۔ وہ ہاتھ چھڑاتا رہا۔ جب امان نے دیکھا وہ مسلسل مزاحمت کر رہا ہے تو وہ اسے پھر دیوار تک لایا۔

کو دو "امان شاہ نے پانی پر ایک نظر ڈال کر اسے کہا۔"  
زمان گبھرایا۔

میں نے کہا کو دوپانی میں۔ بہت شوق چڑھ رہا ہے ناخودکشی کا؟ کو دوپانی میں جلدی سے " وقت کم کے میرے پاس! میٹنگ کے بعد لنچ کرنے بھی جانا ہے! " وہ ہاتھ میں پہنی واچ کو دیکھتے ہوئے بولا۔

ایسے تو میں مر جاؤنگا۔ " زمان نے تھوک نگلا۔

خودکشی جینے کے لئے کی جاتی ہے کیا؟ " امان سپاٹ لہجے میں بولا۔

مگر پھر تم میرے بنا کیسے رہو گے میرے بھائی۔۔۔؟ " وہ کسی طرح اسے آمادہ کرنے میں لگا تھا۔

امان نے ایک آئبر و اچکائی۔

جیسے جی رہا تھا۔ تم تو جیسے میرے لئے ناشتہ، کھانا، کپڑے دھونا سب کرتے تھے۔

کو دو فوراً " وہ آخری جملہ سختی سے کہتا ہوا اسے آگے کی طرف ہلکا سا دھکا دے گیا۔

کہتے ہیں جڑواں بھائی مر جائے تو دوسرا خود بہ خود مر جاتا ہے۔ میں تمہیں جانتے ہوئے

مارنا نہیں چاہتا " وہ میسنی شکل بناتا ہوا بولا۔

امان نے دانت پیسے۔ زمان اس کو جلانے کے لئے مسکرایا۔

امان شاہ نے نفی میں سر ہلایا اور اسے پکڑ کر ندی میں پھینکا۔ امان کی چیخ بلند ہوئی اور اسی وقت وہ زور کی آواز کے ساتھ وہ پانی میں گرا تھا۔ امان نے دونوں ہاتھ کوٹ میں ڈالے اور پل سے اسے دیکھنے لگا۔ امان نے کوئی مزاحمت نہیں کی۔ وہ اس کا شوق پورا ہوتے دیکھ رہا تھا۔ زمان چیخ کر ہاتھ پیر مار رہا تھا۔ مگر کوئی فائدہ نہیں تھا۔ امان کا دل چاہا اسے شوٹ کر دے۔ اس نے دانت پیس کر زمان کو دیکھا۔ زمان چیخ رہا تھا۔

امان میں مر جاؤنگا۔ "اس کی حالت خراب ہو رہی تھی۔ وہ پانی میں ہاتھ مار رہا تھا قریب" تھا کہ ڈوب جاتا۔ امان نے اسے ناگواری سے دیکھا۔

ہاں میں اس کا ہی انتظار کر رہا ہوں۔ حیرت ہے ایک ماہر تیراک پانی میں کود کر مرنے کی باتیں کر رہا ہے۔ ہاں! وہ کر سکتا ہے کیونکہ وہ اسے ایسے سین کر سیٹ کرنے میں مزہ آتا ہے "یہ جملہ اس نے چبا کر ادا کیا تھا۔ زمان ٹھٹھکا۔ وہ یہ کیسے بھول سکتا ہے کہ وہ تیراکی جانتا ہے۔ وہ تیرتا ہوا کنارے تک آیا تھا۔

امان اسے دیکھتا ہوا ڈرائونگ سیٹ پر بیٹھا۔

وہ ٹھٹھرتا ہوا آیا اور گاڑی کا دروازہ کھولا۔ امان نے گاڑی اسٹارٹ کی۔ زمان نے گاڑی میں بیٹھ کر بونٹ پر سے پانی کی بوتل اٹھائی اور اسے پینے کے لئے کھولی۔ امان نے ایک نظر اسے دیکھا۔

اس میں زہر ہے۔ مت پیو "زمان ٹھٹھکا۔"

مگر تم نے کہا تھا کہ تم زہر کبھی نہیں ملا سکتے "زمان نے زبان چڑائی اور بوتل لبوں سے لگالی۔

گارڈز "اس کی گاڑی کے پیچھے گارڈز ہاتھیا لئے بیٹھے تھے۔"

جی دادا! "ان میں سے ایک بولا۔ امان نے ایک بھر پور نگاہ زمان پر ڈالی جو اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

کفن دفن کا سامان خرید لو۔ زمان میاں رختِ سفر باندھنے کو ہیں۔۔ "امان نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔

زمان نے زاویے بگاڑے۔

اگر میں مرجاتا تو؟ "زمان نے دل پر ہاتھ رکھا۔"

وہ تو تم اس زہر والے پانی سے ہی مر جاؤ گے " امان بھی اب اسے چھیڑ رہا تھا۔ زمان نے " اسے روکا نہیں۔ اس کے بھائی کا مزاج اچھا تھا اس کے لئے اس سے بڑی خوشی کیا ہوگی۔ اور اگر میں واقعی مر جاؤ تو! " وہ اب سنجیدگی سے گویا ہوا۔ " امان کا دل لرزا اٹھا۔

قریب تھا کہ گاڑی کو بریک لگاتا۔ زمان نے اسکی یہ حالت دیکھی۔ لیکن اسے کول رکھنے کے لئے وہ ہنس دیا۔

میں ناکہتا تھا کہ تم واقعی اسٹینشن سیکر ہو! " امان غصے میں بولا۔ " تم سب چھوڑو یہ بتاؤ اس آدمی سے مجھے ایسے ملوانے جاؤ گے؟ میں گیلا ہو رہا ہوں۔ " زمان پریشانی سے بولا۔ " کچھ نہیں ہوتا۔ "

وہ بھی بولے گا چھوٹے بھائی نے کیا حالت کر دی بڑے بھائی کی " زمان نے افسوس کیا۔ " کہہ دینا کہ گٹر کے صاف پانی میں گر گیا تھا " امان کہ یہی کہتے زمان نے دکھ سے اسے " دیکھا۔



گٹر کا پانی اور وہ بھی صاف؟؟ خیر وہ گٹر کا پانی نہیں تھا امان شاہ۔ ندی کا تھا۔ "زمان نے" بوتل سے پانی نکال کر چہرہ کھڑکی سے باہر کر کے چہرہ دھویا۔ اب اس نے جیب سے رومال نکالنا چاہا تو رومال گھیلا ہو چکا تھا۔ اب وہ بھائی کے کوٹ میں سے رومال نکالنے کے چکر میں تھا۔

"سنو"

"ہممم؟" امان سر سری انداز میں بولا۔

"رومال دینا۔"

"میں اپنا رومال نہیں دوں گا"

پوچھ کون رہا ہے۔ "اس نے جھٹکے سے اس کی جیب سے رومال نکالا۔"

امان دانت پیستارہ گیا۔ وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ ڈراؤ مینگ کر رہا تھا۔

اچھی طرح منہ ہاتھ صاف کر کے اس نے اور پانی ڈالا چہرے پر۔

گندگی صاف کرو۔ کچھ عجیب سا لگا ہے تمہارے چہرے پر! "امان نے بغور اس کا چہرہ دیکھا"

کہاں "زمان نے اسے چہرہ دکھایا۔"

اوہ سوری میں سمجھا گئی ہے! یہ تو تمہارا منہ ہے!" وہ کہہ کر کچھ لمحہ خاموش رہا۔  
زمان پہلے تو کچھ سمجھا نہیں اور جب سمجھا تو بے یقین سا ہو کر اسے دیکھنے لگا۔

"تم میری بے عزتی کر رہے ہو"

بلکل "وہ مسکراہٹ دبا کر بولا۔"

زمان نے نظریں پھیریں۔۔

چلو اس بہانے یہ خاموش رہے گا اب!" امان شاہ نے دل میں سوچا۔

کس سے ملوانا ہے ویسے تم نے؟" وہ پھر سے باتیں کرنا شروع ہو گیا تھا۔ امان کا دل چاہا

اپنا سر پیٹ لے۔

"ہاشم سے"

"ہوا زہاشم"

"ڈیفینس کا ہے"

"جس نے عمران کو مارا؟"

"ہمم"

"سنا ہے اس کا کزن حدید بھی شامل تھا"

"ہمم"

"دونوں جڑواں لگتے ہیں کیا ہماری طرح؟"

"!ہمم"

"!لیکن وہ بھائی تو نہیں! کزنز ہیں"

"!ہمم"

"سنا ہے عمران نے فخر نامی لڑکی کو اٹھایا تھا؟"

"!ہمم"

"سنا ہے وہ اب ہاشم کی بیوی ہے!؟"

"!ہمم"

"سنا ہے عمران نے فخر نامی لڑکی کو بھی مروایا تھا؟"

"!ہمم"

"سنا ہے وہ ہاشم اسکی دوست تھی؟"

ہممم!" امان کے سر میں ٹیسیں اٹھنے لگیں۔"

سنا ہے۔۔۔" امان نے اسکی بات کاٹی"

چپ کرو! اب بکو اس کی ناتو پستول کی ساری گولیاں تمہارے دماغ میں پیوست کر دوں"

گا" وہ دھاڑا۔۔۔

زمان ساکت ہوا۔

پھر لوگ بولیں گے سنا ہے امان شاہ نے اپنی بڑے بھائی کو مار دیا؟" وہ معصومیت سے"

بولا۔

شٹ اپ! جسٹ شٹ اپ!" وہ چیخا۔۔۔"

زمان نے خفا خفا سی نظر اس پر ڈال کر دوسری جانب پھریں۔ اب امان سکوں سے گاڑی

چلانا چاہتا تھا۔۔۔

\*-----\*

وہ ماضی کو سوچنا چاہتی تھی۔ کب کب کہاں کہاں اس سے غلطیاں ہوئیں۔ وہ سب سے

ہٹ کر چلی تھی۔ وہ منہاج سے محبت کرتی تھی۔ وہ یونیورسٹی میں ساتھ تھے۔ ایسی بات

نہیں تھی کہ منہاج محبت نہیں کرتا تھا۔ اگر منہاج اور ماہ نور کی محبت کو تو لا جائے تو یقیناً منہاج کا پلڑا بھاری ہو گا۔ مگر دونوں کی محبت کرنے کا انداز الگ تھا۔ وہ محبت نہیں اذیت پسند تھا، شدت پسند تھا۔ ماہ نور جانتی تھی وہ صرف اس کے لئے ایسا ہے۔ وہ خوش تھی کہ اسے کوئی محبت کرنے والا ملے گا۔ مگر اس کی زندگی جو آنے والی تھی وہ کسی بھیانک خواب سے کم نہ تھی۔ اس نے منہاج کے لئے اپنے گھر والوں کو چھوڑ دیا۔ وہ بھاگ گئی۔ گھر سے۔ اپنے گھر کے مکینوں کے دل سے بھاگ نکلی۔ اور انہیں یہ فیصلہ کرنے پر مجبور کر دیا کہ ماہ نور ان کے لئے مر گئی۔ جس کے لئے گھر سے نکلی اس نے اپنی شدت پسندی سے اسے اندر سے مار دیا۔ روز کی مار کھا کھا کر وہ تھک چکی تھی۔ گھر مڑ چاہا تو یاد آیا کہ وہ تو مر چکی ہے۔ ساری زندگی وہ اس شخص کے ساتھ گزارے گی، یہ بات اسے اندر اور مار رہی تھی۔ جب گھر کا سربراہ ایسا ہو جائے تو پورا خاندان میں اس کی خصلتیں آ جاتی ہیں۔ وہ اپنے بچوں کو اس کی طرح نہیں بنانا چاہتی تھی۔ مگر کسی کو تو باپ پر جانا ہی تھا۔ اس کا ایک بیٹا انداز بالکل اپنے باپ پر جا رہا تھا۔ یہ بات اسے دن بہ دن سہار ہی تھی۔ جب منہاج اسے ڈھونڈ رہا تھا تب اس کے بیٹے نے ہی بتایا تھا کہ اس کی ماں کہاں چھپی

ہے۔ جب اس کا شوہر اسے مارتا تو وہ بڑی غور سے اسے دیکھتا تھا۔ وہ منہاج کی دراز کھول کر بلیڈ کو کھول کر دیکھتا۔۔۔ کئی اس نے اپنی ہاتھ پر رکھنے کی کوشش کی مگر ماہ نور آگئی۔ اس نے اسے ڈانٹا نہیں! کہ ڈانٹتی تو وہ ضد پکڑ لیتا۔ اسے سمجھاتی! پیار سے! مگر وہ اپنے باپ کا عکس ہوتا جا رہا تھا۔ وہ اپنی ماں سے بے حد محبت کرتا تھا۔ لیکن اسے خون اور مار پیٹ کے بارے میں اب بات کرنا اچھا لگتا تھا۔ جب بھی منہاج اس پر ہاتھ اٹھاتا تو دونوں تڑپ جاتے۔ ان کا دل چاہتا وہ اپنے باپ کو غائب کر دیں۔

"بابا ہمیں آپ کے ساتھ نہیں رہنا۔۔۔ مجھے جانا ہے"

وہ روتے چینختے۔ اور پھر اس دن منہاج بے یقین ہوا اور چڑے کی بیلٹ اٹھائی۔ اور اس کے بعد روز! جب جب وہ اس سے دور ہونے کا اظہار کرتے۔ منہاج نے بلیڈ اٹھایا اور دونوں کی گدی کی جانب

M

کا نشان ثبت کر دیا۔

ماہ نور چینختی چلاتی۔

"وہ بچے ہیں منہاج"

وہ مجھ سے جدا ہونے کا ذکر کر رہے ہیں "وہ شدت پسندی سے اسکا چہرہ دبوچتا۔ انہیں " اپنا باپ اپنی ماں اور اپنا دشمن لگتا تھا۔ وہ چلا چلا کر روتے تھے اور اپنے باپ کو اپنی ماں کے پاس سے دور کرتے تھے۔ اور پھر وہ دن بھی آیا جب وہ یوں ہی تڑپ تڑپ کر مر گئی۔ اور اس دن ان دونوں کو اپنے باپ سے شدید نفرت محسوس ہوئی تھی۔ منہاج اس کی لاش کو تپھتپھاتا رہ گیا مگر وہ بے جان تھی۔ وہ دونوں بچے محض 14 سال کے تھے۔ وہ اپنے باپ جیسے بننا نہیں چاہتے تھے۔ اس دن منہاج اتنا رویا کہ رات گزرنے کا پتا ہی نہ چلا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔ وہ چیخ رہا تھا۔ اس نے پستول اٹھائی اور اپنی کنپٹی پر چلا دی۔ بچوں نے منہ موڑا۔ وہ اس کی شکل دیکھنے روادار نہیں رکھتے تھے۔ اس کی میت دیکھنے کے لئے بھی اس کی جانب نہ آئے۔ دن گزرتے رہے لیکن امان نے ناچاہتے ہوئے بھی باپ کی عادتوں سے بہت کچھ چر الیا تھا اور زمان اپنی ماں پر چلا گیا تھا۔ ہنستا مسکراتا معصوم سا۔ ماضی کی تلخیاں اور مستقبل کی صورتحال دیکھ کر وقت سے پہلے امان سمجھدار ہو گیا۔ وہ زمان کو ایسے رکھتا جیسے وہ اس سے بڑا ہے۔ اب وہ اس شہر کا دادا تھا۔ ایک شدت اور

ازیت پسند۔ سب کو وہ منہاج کا سایہ لگتا۔ مگر کوئی اس کے منہ پر یہ بات کہہ نہیں سکتا تھا۔ وہ اپنے باپ سے نفرت کرتا تھا۔ اس کے باپ کی وجہ سے اس کی ماں مری تھی یہ بات اسے دن رات ستاتی تھی۔ زمان جب امان کو اس حالت میں دیکھتا تو وہ اس کے لئے دعا ضرور کرتا تھا کیونکہ اُس کی زندگی میں آنے والی لڑکی کی اپنی ماں کی طرح حالت نہیں چاہتا تھا۔

\*-----\*

زمان یہ ہاشم آفندی! "امان نے دونوں ہاتھ کوٹ کی جیب رکھے تھے۔"

زمان نے خوش اسلوبی سے ہاتھ بڑھایا۔ ہاشم بے اختیار مسکرایا۔

آپ وہی ہیں نا جس نے عمران کو مارا تھا؟ "وہ پھر سے شروع ہو گیا تھا۔ امان نے بنھویں"

اچکائیں اور اسے ہاتھ کے اشارے سے روکا۔ زمان خاموش ہوا۔

مجھے عمران کے موضوع پر بات نہیں کرنی ہے! "امان سخت لہجے میں بولا تھا۔ زمان نے"

اثبات میں سر ہلایا۔

تمہارا کام کیسا جا رہا ہے؟! "امان نے ہٹھکر کر پوچھا۔"



دادا ٹھیک ہی جا رہا ہے! "ہاشم نے جواب دیا۔"

میں چاہتا ہوں کہ تم ابھی جس آدمی کے پیچھے اس سے دور ہٹ جاؤ! "وہ اصل باپ کی"

طرف آیا۔

ہاشم کے ماتھے پر بل آئے۔

"! مگر دادا وہ آدمی ٹھیک نہیں"

میں باتیں نہیں دہرانا چاہتا۔ میں اسکے پیچھے جاؤں گا! مجھے اپنے کام میں کسی کی شرکت"

پسند نہیں!" ہاشم نے اثبات میں سر ہلایا۔

اگر آپ اس کام میں انوالو ہو گئے تو میری ضرورت نہیں! کام خود بخود ہی ہو جائے گا!"

جیسا آپ کہیں!" ہاشم نے ہاتھ آگے بڑھایا جو امان نے تھاما تھا۔

اور مجھ سے کیوں ملوانا تھا؟ "زمان نے نے سنجیدگی اختیار کی تھی۔"

"! میں چاہتا ہوں کہ تم کام سنبھالو"

زمان نے نفی میں سر ہلایا۔

میں یہ کام نہیں سنبھالوں گا! میں جس میں کفر ٹیل ہوں میں وہی کروں گا امان! میں " آفس جاتا ہوں وہاں دیکھتا ہوں! اتنا کافی ہے! میں ان چکروں میں نہیں پڑنا چاہتا اور امید ہے مجھے اس میں کوئی فورس نہیں کریگا! " زمان نے یہ بات سنجیدگی سے کہی تھی۔ امان گہری سانس لئے اسے دیکھ رہا تھا۔

میں تمہیں اس پر فورس نہیں کروں گا! تمہیں جو کرنا ہے تم کرو! " امان بات آسانی سے مان گیا تھا اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی کی بات ہو سکتی۔

تھینک یو! " وہ دھیرے سے مسکرایا۔

چلیں پھر مسٹر امان اینڈ زمان۔۔ ملاقات ہوتی ہے آپ سے! " ہاشم نے زمان سے ہاتھ " ملایا اور بات ختم کر کے اپنی راہ ہو لیا۔

\*-----\*

شانزہ تم نے آج تو ناشتہ ہی نہ بنایا میرے لئے! یعنی جب تک بندہ منہ سے نہ بولے تم " نہیں بناؤ گی؟ " رمشا پھر تن فن کرتی اس کے سر پر کھڑی تھی۔  
میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے رمشا۔ میں بہت تھکی ہوئی ہوں! پلیز! " اسی دم نفیسہ بیگم " کمرے میں آئیں۔

میں نے بنا دیا ہے ناشتہ تمہارا!! " سنجیدگی سے کہتے ہوئے انہوں نے شانزہ کا ٹیمپرچر " چیک کیا۔

اما آپ نے بابا کو میری طبیعت کا بتایا کیا؟ " اس نے بمشکل آنکھیں کھول کر پوچھا۔ " نہیں ابھی بتایا نہیں! " جھوٹ بولتے ہوئے بھی انہوں نے ایک دفع تھوک نگلا تھا۔ " کیوں نہیں بتایا؟ "

وہ بخار میں تپ رہی تھی۔ اب وہ اسے کیا بتائیں کہ اس کے بابا نے یہ کہہ کر فون رکھ دیا کہ دوا کھلا دو ٹھیک ہو جائے گی۔ وہ اس بات سے یقیناً اداس ہو جائے گی۔ اسے دکھ پہنچے گا۔

" بابا گھر آئیں گے تو بتا دوں گی "

آپ کو تو جھوٹ بھی بولنا نہیں آتا! خیر چھوڑیں انہیں پھر بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا!"

آپ کو یاد ہے نا اس دن رمشا کے صرف سر میں درد تھا! اور بابا نے شور سے گھر سر پر اٹھالیا تھا۔ وہ جانتے تھے میری طبیعت صبح سے بے حال ہے! مگر انہوں نے ایک بار نہیں پوچھا! بیٹی تو میں ہونا ماما؟ چاچا اور چچی کے ایکسیڈنٹ میں موت ہونے کے بعد جب سے رمشا ہمارے گھر میں آئی ہے بابا مجھے جیسے بھول گئے ہیں! اتنی جلدی میں بھلا کوئی بھول جاتا ہے۔ کم از کم ایک باپ بیٹی کو نہیں بھول سکتا۔ اس کی آنکھیں بے اختیار نم ہوئیں۔

ایک کرب تھا جو ایک ماں کے چہرے پر عیاں تھا۔

م۔ میں تمہارے لئے دوالاتی ہوں۔ "وہ ڈوپٹے کے پلو سے آنکھیں صاف کرتیں"

کمرے سے باہر چلی گئیں۔

شانزہ یو نہی بے سدھ لیٹی رہی۔

\*-----\*

امان ایک بات پوچھو "زمان نے ناشتے سے ہاتھ اٹھایا اور اسے مخاطب کیا۔"

نہیں اجازت دوں گا تو بھی بولو گے! تو بولو! "امان نے لقمہ منہ میں ڈالا۔"

شادی کب کر رہے ہو؟ بوڑھے ہو رہے ہو تم!" سوال سنجیدگی سے کیا تھا مگر زبان "چھیڑے بغیر کہاں رہتی ہے۔

اگر میں بوڑھا ہو رہا ہوں نا تو تم جو ان نہیں ہو رہے! بھول رہے ہو! تم زیادہ بوڑھے ہو" مجھ سے! دس منٹ بڑے ہو آخر!" اس نے ہنسیوں اچکائیں دس منٹ بڑا ہوں! دس سال نہیں!! ابھی تو تیس کا بھی نہیں ہوں! تیس کا ہونے بھی " کافی سال ہیں! ویسے بات کی کیا تھی میں نے اور جواب دیا کیا تھا! شادی کے بارے پوچھ رہا ہوں!"

امان نے اسے بغور دیکھا۔

"!پسند آئی گی کوئی تو کر لوں گا"

"!تمہیں پسند آہی نہ جائے کوئی بھائی"

"تو تمہارے لئے شادی کر لوں اب میں؟"

"!تو کر لو"

مجھے لگتا ہے زمان مجھے محبت نہیں ہو سکتی!" وہ سنجیدگی سے کچھ سوچتا ہوا بولا۔

زمان چونکا۔

کنوارے مرو گے؟" اس نے ہنس کر پوچھا۔

"!میرے نزدیک محبت محض ایک تماشہ ہے"

پھر تو زمان شاہ یہ تماشہ سرعام کرنا چاہے گا!" جذبات میں شرارت تھی۔

جی بھر کر کرو! کیونکہ میں اس تماشہ سے دور ہی رہنا چاہتا ہوں!" وہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

بس بھائی اپنے اس فیصلے پر قائم رہنا! میں کسی لڑکی کی زندگی اپنی آنکھوں کے سامنے برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتا!" وہ اسکی پشت تکتے ہوئے دھیرے سے بڑبڑایا تھا

\*-----\*

ماما دو اکلادیں شاید آرام آجائے" شانزہ تیسری دفع بلند آواز میں بولی تھی۔

مجھے دوا نہیں مل رہی! لگتا ہے ختم ہو گئی" نفیسہ پریشانی میں بولی تھیں۔

"پیناڈول ماما؟"

"ہاں شانزہ"

چچا سے منگوالیں!" وہ آنکھیں موندے بولی۔

تمہارے تایا گھر پر نہیں!" انہوں نے پریشانی سے چہرے پر ہاتھ مارا

"!اماں عدیل بھائی سے منگوالیں"

"!عدیل سو نہ رہا ہو"

اماں فاطمہ بولیں! وہ اٹھانے گی اپنے چہیتے بھائی کو! ان کو سونے کے علاوہ آتا کیا ہے" وہ ہنسی۔

"تم زیادہ مت بولو طبیعت خراب ہے! میں دیکھتی ہوں"

وہ اٹھ کر باہر آئیں اور صحن سے اوپر کی جانب آواز دینے لگیں۔

صبور بھابی" دوسری یا تیسری آواز پر صبور تائی نے نیچے جھانکا۔

"!ہاں نفیسہ"

بھابھی کیا عدیل ہے؟" انہوں نے پریشانی سے پوچھا۔

نہیں۔ وہ تو گیا ہوا ہے! کیا ہو کوئی کام ہے کیا؟ فاطمہ کو نیچے بھیجوں؟" تائی کے ماتھے پر

بل آئے۔

نہیں بس وہ شانزہ کی طبیعت خراب ہے! دوا نہیں ہے گھر میں تو سوچا کہ عدیل سے " منگوا لیں! اور شانزہ کے بابا بھی گھر پر نہیں!" وہ ہاتھوں کی انگلیاں پریشانی سے موڑ رہی تھیں۔

"! اوہو کیا ہوا اسے؟ میں نیچے آؤں؟ ساتھ چلتے ہیں پھر"

نہیں بس بخار ہے! میں چلی جاتی ہوں بھابھی آپ کو پریشانی ہوگی! بس زیادہ دور نہیں"

"! دکان

"! اچھا میں فاطمہ کو نیچے بھیجتی ہوں۔ وہ پیچھے اس کا دھیان رکھ لے گی"

جی بہتر!" وہ شانزہ کے کمرے کی جانب بڑھیں"

شانزہ میں جارہی ہوں دکان! فاطمہ آرہی ہے نیچے! بس تھوڑی دیر میں تمہاری دوائی"

"! لے کر آتی ہوں میرا بچہ! پریشان مت ہونا

شانزہ نے بے اختیار انہیں دیکھا۔

"آپ اکیلے جائیں گی؟"

نفیسہ نے اسے پیار سے دیکھا۔



"!میں آرہی ہوں! بس تھوڑی سی دیر لگے گی"

"میں چلوں ساتھ؟"

نہیں! تم آرام کرو! "وہ چادر سر پر لیتیں اپنا پرس الماری سے لینے لگیں۔"

فاطمہ نیچے اتری اور کمرے میں آئی۔"

کیا ہوا ہے شانزہ تمہیں! "وہ فکر مندی سے اسکے پاس آکر بیٹھی"

بس ہلکا سا بخار ہے! اما دوائی کارہی ہیں! "یہ کہتے اس نے اسکی گود میں سر رکھ دیا۔"

چلو پھر میں تمہارے پاس ہی ہوں! "فاطمہ نے اسکے ماتھے کو چھوا جو تپ رہا تھا۔"

فاطمہ بچے میں آرہی ہوں! اسے کسی چیز کی ضرورت پڑے تو دے دینا! "وہ یہ کہہ کر"

باہر چلی گئیں۔

بے فکر رہیں! "اس نے کہہ کر اس کے گال پر پیار سے ہاتھ رکھا تھا۔"

شانزہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

اتنا پیار نہ چھاور نہ کرو کہ بندہ ہی شرما جائے "وہ کہہ کر دھیرے سے ہنسی تھی۔"

فاطمہ نے اسکو چٹکی نوچی۔

اوئے ماما بھی پتا نہیں کس جنگلی کے پاس چھوڑ گئیں! "وہ ہاتھ سہلاتے ہوئے بولی۔"  
ہاہا "فاطمہ ہنسی تھی۔"

\*-----\*

اس نے تیاری کو آخری ٹچ دیا اور پرفیوم چھڑکتا ہوا نیچے آیا۔  
میں تیار ہو کر آگیا مگر تم یہیں بیٹھے ہو! "وہ سنجیدگی سے کہتا ہوا میز سے چابی اٹھانے"  
آگے بڑھا۔

زمان جو کچھ سوچنے میں محو تھا اس کے پکارنے پر چونکا۔  
ہوں ہاں! میں کچھ سوچ رہا تھا بس! "وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔"  
چلنا نہیں ہے؟ "اس نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔"  
کہاں؟ "امان کو اس کی ذہنی حالت پر شک ہوا۔"  
مگر وہ بات کو بڑھانا نہیں چاہتا تھا۔  
"آفس"

ہاں میں آتا ہوں! تم جاؤ! "وہ اٹھ کھڑا ہوا۔"

مجھے جلدی پہنچنا ہے تم آ جانا! جاؤ تیار ہو اب جا کر! میں نکل رہا ہوں!" امان اسے بغور دیکھتے ہوئے بولا۔

"ہاں میں بس جاتا ہوں! تم جاؤ"

امان اثبات میں سر ہلاتا باہر نکلا۔

زمان آہستہ قدموں سے چلتا گیراج کی طرف جھانکنے لگا۔ وہ گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔ زمان نے اس کے کمرے کی طرف دیکھا اور پھر اس پر نظر ڈالی۔ امان نے اسے پلٹ کر دیکھا۔ تم یہاں کیوں کھڑے ہو؟ جاؤ کمرے میں!" وہ اسے حکم دیتے گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔

ہوں! ابھی جا رہا ہوں!" وہ بولا اور جان بوجھ کر گارڈن میں پھیلی گھانسن کو دیکھنے لگا۔

امان نے ایک بھرپور نگاہ اس پر ڈالی اور گاڑی ریورس کر کے باہر نکال لی۔

چوکیدار نے دروازہ بند کیا اور س یہی لمحہ تھا جس میں زمان دوڑتا ہوا اس کے کمرے میں گیا تھا۔ اس کی الماری کھولنے کی کوشش کرنے لگا مگر چابی نہیں تھی۔ اس نے الماری کے اوپر ہاتھ ڈال کر تلاش کیا۔ وہاں بھی نہیں تھی۔ وہ اس کی سنگھار میز پر کی درازیں تلاش کرنے

لگا۔ اس نے اس کی نوٹ بک الٹا کر دیکھا تو اس کے اندر سے چابی گری۔ وہ گہری سانس  
بھرتا چابی اٹھا کر الماری کھولنے لگا۔ لاک کھول کر اس نے دراز کھولا۔ ابھی وہ ہاتھ بڑھا  
ہی رہا تھا کہ کھانسی کی آواز نے اسے پیچھے پلٹنے پر مجبور کیا۔ وہ ٹھٹھکا۔  
تو تمھیں لگتا ہے میں تمھیں نہیں جانتا! خاص طور پر تمھارے کرتوت۔ "زمان نے"  
تھوک نکلا۔

وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے بغیر آواز کئے اس کے قریب آیا اور ہاتھ آگے بڑھایا۔  
"چابی"

زمان نے گہری سانس لے کر اس کے ہاتھ چابی دھری۔  
امان نے آگے بڑھ کر الماری کو لاک لگایا اور چابی جیب میں رکھی۔  
اب تم ساتھ چلو گے!" وہ سختی سے بولا۔  
ہمم "یہ کہہ کر سست قدموں سے کمرے میں آیا۔"  
امان باہر لانچ میں اسکا انتظار کرنے لگا۔

وہ جانتا تھا کہ زمان ایسی حرکت کریگا تبھی اس نے گاڑی گھر کے باہر نکال کر سائنڈ پر روک دی تھی۔

دس پندرہ منٹ کے وقفے سے زمان تیار ہو کر باہر آگیا۔  
امان نے اسے ایک سخت نظروں سے نوازہ تھا جس پر زمان نے نظریں پھیریں تھیں۔  
چلو باہر! "سخت آواز میں کہتے ہوئے اس نے باہر کی قدم بڑھائے۔"

\*-----\*

فاطمہ ماما بھی تک نہیں آئیں مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے "وہ پریشانی سے بولی۔"  
شانزہ وہ ابھی آجائیں گی تم لیٹے رہو! "فاطمہ نے پریشانی ظاہر نہیں کی۔"  
نہیں فاطمہ آؤ ماما کو دیکھ کر آتے ہیں! انہیں تو علم بھی نہیں کہ دکان ہے کہاں! آؤ چلو! "  
وہ جلدی سے اٹھ کر چادر پہنے لگی۔

میں ماما کو بتاؤں! "فاطمہ نے چپل میں پیراڑ سے۔"  
اس میں وقت لگے گا! میں پہلے ہی پریشانی میں فاطمہ! "وہ رو دینے کو تھی۔ فاطمہ نے"  
ایک نظر اس پر ڈالی اور اثبات میں سر ہلایا۔

آؤ چلو! "فاطمہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور صحن عبور کر کے گیٹ سے باہر نکلی۔"  
اس طرف ہے ساری دکانیں تو! "فاطمہ نے ماتھے پر بل ڈالے کہا۔"  
ہاں یہیں ہے میڈیکل اسٹور "وہ دونوں اس راستے پر چلنے لگیں۔"

\*-----\*

دونوں ہی خاموش تھے۔ مگر وہ زمان ہی کیا جو ڈانٹ کھر کر نہ بولے۔  
مجھے بھوک لگی ہے! "اس نے اسے دیکھے بغیر کہا تھا۔"  
!امان نے کو حیرت ہوئی مگر اس نے ظاہر نہیں ہونے دی۔ وہ خاموش رہا  
میں نے کچھ کہا ہے! "اس کا جواب نہ پا کر اس نے بات دہرائی۔"  
آفس میں کچھ منگوا لے نا! "مختصر سا جواب۔"  
"!آفس دور ہے مجھے ابھی کھانا ہے"  
امان نے بے اختیار گاڑی روکی۔  
تم چاہتے ہو میں اس وقت تمہارے لئے کسی ریسٹورینٹ کے سامنے گاڑی روکوں؟ جبکہ "  
"!تم ناشتہ کر کے ہی گھر سے آئے"

زمان نے ہنھویں اچکائیں

انسان ہوں! بھوک لگ رہی ہے! کسی ریسٹورینٹ کی ضرورت نہیں بس کہیں کسی دکان "

"! کے سامنے اتار دو! کچھ چیزیں خرید لوں گا

امان نے دانت پیس کر اسے دیکھا۔

ہاں لولی پاپ اور پانچ روپے کی ٹافیاں "وہ طنز کرنا نہیں بھولا تھا۔"

میں بڑا ہو چکا ہوں! اب نہیں کھاتا میں!" وہ اکڑ سے سن گلاسز آنکھوں پر لگاتا ہوا بولا۔"

قد سے ہی بڑے ہوئے ہو! دماغ وہیں ہے! اور یہ مت بھولو کہ لولی پاپ اور ٹافیاں بیس "

سال کی عمر تک کھاتے رہے ہو! کچھ ہی سال ہوئے ہیں تمہیں چھوڑے ہوئے!" اس نے

گاڑی پھر چلانا شروع کی۔

تم مجبور کر رہے ہو مجھے لولی پاپ لینے کے لئے!!!! "زمان نے گلاسز کو ہلکا سا نیچے کر کے "

دیکھا۔

کہاں روکنی ہے دکان!" اس کی بات کا جواب دینا ضروری نہ سمجھا۔"

یہیں دیکھ لو آگے! جو دکان نظر آئے اسی سے خرید لوں گا!" امان نے گاڑی کی رفتار "آہستہ کی۔

جاؤ! لیلو! سامنے والی دکان!" امان نے گاڑی روکی۔ "زمان گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور ہاتھ امان کے آگے پھیلائے۔ امان نے ہنھویں اچکائیں جبکہ زمان نے کندھے۔ "کیا؟"

"!پیسے دو؟ تمہاری اکڑ یہاں نہیں چلے گی کہ دکاندار فری میں دیدیگا" امان نے ناگواری سے والٹ نکالا۔ تمہارا والٹ کہاں ہے؟" امان نے پیسے ہاتھ میں پکڑاتے ہوئے پوچھا۔ "جیب میں!" اس نے جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے پیسے لئے اور زور سے قہقہہ لگا کر چلا گیا "اور اماں کو لگا وہ ایک بار پھر لوٹ لیا گیا ہے۔

امان اس کا انتظار کرنے لگا۔ زمان نے چیزیں خریدیں اور لولی پاپ کھول کر منہ میں ڈال دی۔ وہ اس لولی پاپ کی خاطر کچھ بھی کر سکتا تھا۔ صرف ایک لالی پاپ کے خاطر۔ وہ



مزے سے آرہا تھا کہ اسکی نظر روتی ہوئی لڑکی پر پڑی۔ جس پر دوسری لڑکی اسے چپ کروا رہی تھی۔ اس کے قدم بے اختیار ان کی جانب اٹھے۔

آپ رو کیوں رہی ہیں سسٹر؟" اس نے لالی پاپ منہ نکال کر بات کی۔ شانزہ سے سر اٹھا "کر اس کی جانب دیکھا۔

وہ میری چچی یعنی اس کی ماما نہیں مل رہیں اسے!" وہ فاطمہ کی بات پر بے اختیار ہنسا۔

اس کی ماما کھو گئیں؟ چلو تمہیں بھی دکان سے لالی پاپ دلاتا ہوں!" وہ ہنسا۔ اسی وقت "امان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسکا کندھا دبایا۔ اسکی دبی دبی سی چیخ نکلی۔

آؤچ!" اس نے کندھا سہلایا۔

ان کی ماما کہاں تھیں!؟ جو مل نہیں رہیں؟" امان نے مصلحت سے کام لیتے ہوئے پوچھا۔

فاطمہ جو غصے سے زمان کو گھور رہی تھی ان حیرت سے امان کو دیکھنے لگی۔

آپ دونوں جڑواں ہیں؟" وہ آنکھیں پھاڑ کر دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

جی! غلطی سے! آپ بتائیں پلیز!" امان نے روتی ہوئی شانزہ کی طرف دیکھا جو اسے ایک دم اچھی لگی۔

میری طبیعت کی خرابی کی وجہ سے میڈیکل اسٹور گئی تھیں! کافی دیر ہو گئی تو ہم "ڈھونڈنے نکلے ہیں!" شانزہ نے روتے ہوئے بتایا۔

زمان نے دانتوں میں زبان دبائی۔

آپ ایک دفعہ گھر جا کر دیکھ لیں کیا پتا کسی اور روٹ سے گھر چلی گئی ہوں!" امان نے "اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ زمان اُس کے اس نرم لہجے ہر حیرت سے منہ کھولا۔ امان نے اس کے ہاتھ سے لالی پاپ کے کر اس کی کھلے منہ ڈال دی۔

کیا آپ کا گھر قریب میں ہے؟" امان نے نرمی سے پوچھا۔

جی بھائی!" شانزہ نے بولا اور امان کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

جاؤ زمان تمہیں بول رہی ہے! جا کر اسے گھر چھوڑ آؤ! میں پیچھے آ رہا ہوں!" اس نے "زمان کو ہلکا سا دھکا دیا۔

اے لڑکی سنو! کوئی کسی کا بھائی نہیں ہے یہاں پر! ہر ہمدردی کرنے والے کو بھائی "بنادیتے ہو تم لوگ!" زمان کے ماتھے پر بل آئے۔

اما" اس نے پھر رونا شروع کر دیا تھا۔

آپ ایسا کیوں کر رہے کے مسٹر؟؟ آپ نے اسے رلا دیا "فاطمہ نے غصے سے زمان کو"  
دیکھا۔

"مجھے نہیں پتا تھا یہ اتنی جلدی رو جائے گی۔"

اس گدھے کو چھوڑیں میں آپ لوگوں کو چھوڑ آتا ہوں!" امان نے اسے سر پر چپٹ  
ماری اور آگے بڑھا۔

"!سالا!" زمان بڑبڑایا "خود پاکیزگی کی مثالیں دیتا ہے"

امان نے پلٹ کر اسے گھورا اور ان کے ساتھ آگے چل دیا۔

کہاں کے آپ کا گھر!؟" امان نے پوچھا۔

"!بس یہ رہا۔ یہ کالا گیٹ"

وہاں پہنچ کر اس نے دروازہ بجایا تھا جو نفیسہ نے کھولا تھا۔

کہاں تھیں تم؟؟" وہ حیرت سے بولیں

"آپ آگئیں؟ میں آپ کو ڈھونڈنے نکلی تھی"

NOVELS HUB

تیسرا عشق اور جنون از عینائیگ

امان نے پورے گھر کو اچھی طرح دیکھا تھا۔ گھر پتا بھی وہ دیکھ چکا تھا۔ آنکھوں میں گلاسز لگاتے وہ مڑ گیا تھا۔

شانزہ نے شکریہ کرنے کے لئے پلٹ کر دیکھا مگر وہ نہیں تھا۔

[www.Novelshub.pk](http://www.Novelshub.pk)